کیوں نہ ہو شوق ترے در پہ جبیں سائی کا

صرف اللہ کو ہی سجدہ کرو

از

ابو شہریار

۲۰۱۹

www.islamic-belief.net

فہرست

پیش لفظ ... 4

سجدہ تعظیمی سے متعلق روایات کا جائزہ و تجزیہ ... 6

بحیرا راہب کا قصہ ... 6

اونٹ کا سجدہ ... 8

زارع بن عامر کی روایت ... 9

یہود نے نبی کی قدم بوسی کی ... 11

عمر نے قدم بوسی کی ... 12

بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت ... 13

صہیب مولی ابن عبّاس کی روایت ... 14

آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے سجدہ کیا؟ ... 16

سورہ یوسف میں بیان کردہ سجدے پر بحث ... 19

اہل تشیع کی ایک رائے : سجدہ اللہ کو تھا ... 19

اہل تشیع کی دوسری رائے : سجدہ یوسف کو تھا ... 21

اہل سنت کی ایک رائے : سجدہ اللہ کو تھا ... 21

اہل سنت میں دوسری رائے ہے کہ یہ سجدہ بشکل رکوع یوسف کو تھا ... 23

اہل سنت میں تیسری رائے : سجدہ یوسف کو ہوا، پچھلی شریعت کے مطابق ... 24

اہل سنت میں چوتھی رائے : سجدہ خود بخود بس مشیت الہی کے تحت ہو گیا ... 25

بحث ... 26

انبیاء کے خواب : تمثیل یا حقیقی کا فرق ... 27

بچھڑے لوگوں کا ملنا ... 27

خر کا مطلب کیا؟ ... 28

تفسیری اقوال کی صحت ... 30

سجدہ کی کیفیت 33
ڈاکٹر عثمانی کی تفسیری رائے اور مزید مباحث 35
عثمانی صاحب کی تفسیری رائے : خواب والی شکل بنی، یوسف تخت پر تھے 36
طائفہ اول کا موقف : خواب اور حقیقت الگ تھے، یوسف نے بھی سجدہ اللہ کو صف بنا کر کیا 37
طائفہ دوم کا موقف : خواب اور حقیقت الگ تھے ،یوسف کو قبلہ کر، سجدہ اللہ کو کیا گیا 39
طائفہ سوم کا موقف : خواب اور حقیقت ایک ہی تھی دونوں میں سجدہ اللہ کو کیا گیا 40
یعقوب علیہ السلام نے تعبیر کی یا نہیں ؟ 43
تاویل الاحادیث کا مطلب 45
ضمائر قرآن کو حسب منشا ایڈجسٹ کرنا 47
طائفہ چہارم کا موقف: خواب اور حقیقت ایک تھے، دونوں میں سجدہ یوسف کو کیا گیا 52
طائفہ پنجم کا موقف 53
خلاصہ 53
راقم کا موقف 54
کیا فرشتوں کا سجدہ انسان سے الگ ہے ؟ 55
کیا شریعت میں سجدہ صرف اور صرف سات اعضا پر ہے ؟ 58
معاذ رضی اللہ عنہ کا ایک سجدہ 66
ابن ابی اوفی کی حدیث 66
معاذ رضی اللہ عنہ کی روایت 67
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت 67
زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی روایت 68
قیسِ بنِ سعد کی حدیث 68
انس بن مالک کی روایت 69
بِی سَعِیدِ الْخُدْرِیِّ کی روایت 71
خاتمہ 73

بسم الله الرحمن الرحيم

پیش لفظ

قرآن کی آیات کی غلط تشریحات کی بنا پر امت میں صوفیوں کی جانب سے انسانوں اور قبروں کو سجدہ کرنا قبول کر لیا گیا ہے —اس کو سجدہ تعظیمی کا نام دیا گیا ہے اور جوابا کہا جاتا ہے کہ چونکہ ہم سجدہ عبادت نہیں کر رہے، اس لئے یہ جائز ہے - ایک بریلوی عالم شعر میں کہتے ہیں

سنگ در جاناں پہ کرتا ہوں جبیں سائی سجدہ
نہ سمجھ نجدی سر دیتا ہوں نذرانہ

یعنی ظاہر میں یہ سجدہ ہے مگر مقصد و مدعا اپنا سر محبوب (ولی اللہ یا نبی) کی خدمت میں پیش کرنا ہے —راقم کہتا ہے کسی سے اتنی محبت کرنا کہ اللہ کی عبادت اور مخلوق سے محبت کی سرحد مل جائے تو ایسا عمل قابل رد ہے —ایک بت پرست بھی پتھر کے صنم سے محبت کرنے لگتا ہے اور اسی الفت میں شکار ہو کر سجدے کرنے لگ جاتا ہے -

انبیاء کو سجدہ کیا جا سکتا ہے یا نہیں یہ بحث آجکل کی نہیں ہے بلکہ اس حوالے سے قرن دوم سے ہی روایات بیان کی جا رہی ہیں کہ اللہ تعالی کی غیر مکلف مخلوقات تک نبی علیہ السلام کو سجدہ کرتی تھیں- بعض راویوں نے بیان کیا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ (جن سے قرآن سیکھنے کا حکم نبوی تھا) انہوں نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کر دیا ، کیونکہ وہ اہل کتاب میں مروج اس عمل سے متاثر ہوئے —حاشا للہ —یہ سخت مصیبت کا قول ہے، روایت کے پردے میں صحابی پر تہمت ہے اور راقم نے اس روایت کا تقاقب کیا ہے، ثابت کیا ہے کہ یہ روایات مضطرب السند، منکر المتن ہیں- کتاب ہذا میں سجدہ تعظیمی کی روایات پر اسنادی تحقیق پیش کی گئی ہے —

اس حوالے سے یہ اشکال پیش نظر ہیں :

اول : کیا فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا یا ان کو قبلہ سمجھتے ہوئے یہ سجدہ اللہ تعالی کو کیا گیا تھا ؟

دوم : کیا ابناء یعقوب علیہ السلام اور والدین یوسف نے اپنے ہی بھائی یا بیٹے کو دربار مصر میں سجدہ تعظیمی کیا تھا ؟

سوم : کیا شریعت میں (فرض نماز کے علاوہ) سجدہ کو سات اعضا پر کرنا فرض کیا گیا ہے ؟

چہارم : شریعت میں اور عربی میں سجدہ کا لفظ کن کن معنوں پر بولا گیا ہے ؟

ابو شہریار

۲۰۱۹

سجدہ تعظیمی سے متعلق روایات کا جائزہ و تجزیہ

قرآن میں ہے

وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ

اور رات اور دن اور سورج اور چاند اُس کی نشانیوں میں سے ہیں، نہ سورج کو سجدہ کیا کرو اور نہ ہی چاند کو، اور سجدہ صرف الله کے لئے کیا کرو جس نے ان (سب) کوخلق کیا ہے اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو

الله نے سوره الحج میں فرمایا

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ وَمَن يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن مُّكْرِمٍ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ

کیا تم دیکھتے نہیں الله کو سجدہ کر رہے ہیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اور سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپائے اور بہت سے ایسے جن پر عذاب ثبت ہو چکا

بعض لوگ اس آیت کی تاویل کرتے ہیں کہ اگر سجدہ تعظیمی کیا جائے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ ہم الله کی عبادت کرتے ہیں اور سجدہ تعظیمی کرتے وقت ہماری نیت عبادت کی نہیں ہوتی

قرآن میں اصول بیان ہوا ہے کہ الله کو ہی سجدہ کرو. لہذا غیر الله کو سجدہ حرام ہے

انبیاء کو سجدہ کیا جا سکتا ہے اس پر متعدد روایات پیش کی گئی ہیں – اب ہم ان کا جائزہ لیتے ہیں

بحیرا راہب کا قصہ

راقم کے نزدیک بحیرا ایک فرضی کردار ہے جس کے وجود پر کوئی دلیل نہیں لیکن چونکہ اس کا قصہ مبالغات پر مبنی ہے لہذا زبان زد عام ہے- بحیرا کی کتاب الفتن کے حوالے سے

Apocalypse of Bahira

کتاب معروف ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ بحیرا کی ملاقات نبی صلی الله علیہ وسلم سے ہوئی اور اس کو کوہ طور پر مکاشفہ آیا کہ عربوں میں نبی آئے گا. اس کتاب کو شاید عیسائیوں نے تخلیق کیا

کیونکہ بحیرا ایک نسطوری عیسائی تھا یعنی کیتھولک چرچ کا مخالف اور اس نے نبی کو عیسایت کے بارے میں معلومات دی تھیں یہ کردار اصل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر عیسائیوں کا بہتان تھا کہ انھوں نے اس راہب سے سیکھا تھا

بیان کیا جاتا ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر 12 برس تھے تو آپکے چچا ابو طالب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے کر تجارت کی غرض سے ملک شام کے سفر پر نکلے اور بصرٰی پہنچے قافلے نے وہاں پڑاؤ ڈالا - ابن کثیر البداية والنهاية میں لکھتے ہیں

وذكر ابن عساكر ان بحيرا كَانَ يَسْكُنُ قَرْيَةً يُقَالَ لَهَا الْكَفْرُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ بُصْرَى سِتَّةُ أَمْيَالٍ وَهِيَ الَّتِي يُقَالَ لها (دير بحيرا)

حافظ ابن عَسَاكِرَ نے نے ذکر کیا ہے کہ بحیرا ایک بستی میں رہتا تھا جس کا نام کفر تھا اور اس بستی اور بصرہ میں چھ میل کا فاصلہ ہے اور اس کو دیر بحیرا کہا جاتا ہے

ایک عیسائی بنام بحیرا راہب خلاف معملول اپنے گرجا سے نکل کر قافلے کے اندر آیا اور اسکی میزبانی کی حالانکہ اس سے پہلے وہ کبھی نہیں نکلتا تھا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کی بناء پر پہچان لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر کہا: یہ سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اللہ انہیں رحمتہ للعالمین بنا کر بھیجے گا۔ ابو طالب نے کہا آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا؟ اس نے کہا " تم لوگ جب گھاٹی کے اس جانب نمودار ہوئے تو کوئی بھی درخت یا پتھر ایسا نہیں تھا جو سجدہ کے لئے جھک نہ گیا ہو اور یہ چیزیں نبی کے علاوہ کسی اور انسان کو سجدہ نہیں کرتیں

بَحیرَا کے حوالے سے قدیم حوالہ سیرت محمّد بن اسحاق ہے جس میں درختوں اور پتھروں کا سجدہ کرنے کا کوئی حوالہ نہیں ہے

واقدی کی کتاب فتوح الشام میں ہے

ورأيت من دلائله أنه لا يسير على الأرض إلا والشجر تسير إليه

بَحیرَا نے ان کی نبوت کے دلائل میں سے دیکھا کہ وہ نہیں گزرتے کسی زمین یا درخت پر جو ان کی طرف نہ بڑھتا ہو

البتہ مستدرک حاکم میں بیان ہوا ہے کہ بحیرا نے کہا

لَمْ يَبْقَ شَجَرٌ، وَلَا حَجَرٌ، إِلَّا خَرَّ سَاجِدًا وَلَا تَسْجُدُ إِلَّا لِنَبِيٍّ

کوئی درخت اور پتھر ایسا نہ تھا جو سجدہ نہ کرتا ہو اور یہ سجدہ نہیں کرتے سوائے نبی کے

مستدرک میں اس روایت کی سند ہے کہ ابو موسیٰ الاشعری کہتے ہیں

حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثنا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ، ثنا قُرَادٌ أَبُو نُوحٍ، أَنْبَأَ يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُوسَى، عَنْ أَبِي مُوسَى

ذھبی اس روایت پر مستدرک کی تعلیق میں کہتے ہیں

أظنه موضوعا فبعضه باطل

میرا گمان ہے یہ گھڑی ہوئی ہے اور بعض باطل ہے

سجدہ کرنے کا جوایک حوالہ ملا تھا اس کو ذھبی نے گھڑی ہوئی روایت قرار دے دیا

اونٹ کا سجدہ

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری گھرانے میں ایک اونٹ تھا جس پر وہ کھیتی باڑی کے لئے پانی بھرا کرتے تھے، وہ ان کے قابو میں نہ رہا اور اپنی پشت (پانی لانے کے لئے) استعمال کرنے سے روک دیا ۔ انصار صحابہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا : ہمارا ایک اونٹ تھا ہم اس سے کھیتی باڑی کے لئے پانی لانے کا کام لیتے تھے اور اب وہ ہمارے قابو میں نہیں رہا اور نہ ہی خود سے کوئی کام لینے دیتا ہے، ہمارے کھیت کھلیان اور باغ پانی کی قلت کے باعث سوکھ گئے ہیں ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا : اٹھو، پس سارے اٹھ کھڑے ہوئے (اور اس انصاری کے گھر تشریف لے گئے)۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باغ میں داخل ہوئے درانحالیکہ اونٹ ایک کونے میں تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونٹ کی طرف چل پڑے تو انصار کہنے لگے : (یا رسول اللہ) یہ اونٹ کتے کی طرح باؤلا ہو چکا ہے اور ہمیں اس کی طرف سے آپ پر حملہ کا خطرہ ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : مجھے اس سے کوئی نقصان نہیں ہو گا۔ اونٹ نے جیسے ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بڑھا یہاں تک (قریب آ کر) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سجدہ میں گر پڑا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پیشانی سے پکڑا اور حسب سابق دوبارہ کام پر لگا دیا۔ صحابہ کرام نے یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا : یا رسول اللہ یہ تو بے عقل جانور ہوتے ہوئے بھی آپ کو سجدہ کر رہا ہے اور ہم تو عقل بھی رکھتے ہیں اس سے زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں اور ایک روایت میں ہے کہ صحابہ نے عرض کیا : یا رسول اللہ ہم جانوروں سے زیادہ آپ کو سجدہ کرنے کے حقدار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : کسی فردِ بشر کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی بشر کو سجدہ کرے اور اگر کسی بشر کا بشر کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو اس کی اس عظیم قدر و منزلت کی وجہ سے سجدہ کرے جو کہ اسے بیوی پر حاصل ہے۔

وأخرجه البزار وأبو نعيم في الدلائل النبوه

تبصره اس کی سند ہے

حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ، حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ خَلِيفَةَ، عَنْ حَفْصٍ، عَنْ عَمِّهِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

اس سند میں خلف بن خليفة ہے اور وخلف كان اختلط قبل موته

خلف بن خليفة اختلاط کا شکار تھے

احمد کہتے ہیں فَسُئِلَ عَنْ حَدِيْثٍ، فَلَمْ أَفْهَمْ كَلاَمَهُ.

میں نے ان سے حدیث پوچھی لیکن ان کا کلام سمجھ نہیں سکا

ابن سعد کہتے ہیں

كان ثقة ثم أصابه الفالج قبل أن يموت حتى ضعف وتغير لونه واختلط

یہ ثقه تھے پھر فالج کا اثر ہوا مرنے سے پہلے حتی کہ ضعیف ہوئے اور ان کا رنگ بگڑ گیا اور اختلاط ہوا

مسلم نے ان سے روایات حسین المروزی کے واسطے سے نقل نہیں کی

قال الحاكم أخرجه مسلم في الشواهد

حاکم کہتے ہیں کہ مسلم نے شواہد میں روایت لی ہے

زارع بن عامر کی روایت

زارع بن عامر - جو وفد عبد القیس کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تھے سے مروی ہے

٠لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَوَاحِلِنَا، فَنُقَبِّلُ يَدَ رَسُوْلِ اﷲِصلى الله عليه وآله وسلم وَرِجْلَهُ

جب ہم مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو اپنی سواریوں سے کود کر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اقدس اور پاؤں مبارک کو چومنے لگے۔

اس حدیث کو صحاح ستہ میں سے سنن ابی داود (کتاب الادب، باب قبلۃ الجسد، 4: 357، رقم: 5225) میں روایت کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اسے امام بیہقی نے السنن الکبری (7: 102) میں اور امام طبرانی نے اپنی دو کتب المعجم الکبیر (5 : 275، رقم : 5313) اور المعجم الاوسط (1 : 133، رقم : 418) میں روایت کیا ہے۔

تبصرہ

ابی داود میں اس روایت کی سند ہے

حدَّثنا محمدُ بنُ عيسى، حدَّثنا مَطَرُ بنُ عبدِ الرحمن الأعنقِ، حدَّثتني أمُ أبان بنتُ الوازع بن زَارعِ عن جِدِّها زَارع

ذهبی نے میزان میں أم بان بنت الوازع کا تذکرہ مجھول راویوں میں کیا ہے

اعتراض

۔ امام بخاری نے الادب المفرد میں باب تقبیل الرَجل قائم کیا ہے یعنی پاؤں کو بوسہ دینے کا بیان۔ اس باب کے اندر صفحہ نمبر 339 پر حدیث نمبر 975 کے تحت انہوں نے مذکورہ بالا حدیث کو حضرت وازع بن عامر رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

• قَدِمْنَا, فَقِيْلَ: ذَاکَ رَسُوْلُ اﷲِ صلى الله عليه وآله وسلم. فَأَخَذْنَا بِيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ نُقَبِّلُهَا

ہم مدینہ حاضر ہوئے تو (ہمیں) کہا گیا: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ پس ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھوں اور قدموں سے لپٹ گئے اور اُنہیں بوسہ دینے لگے۔

تبصرہ البانی ادب المفرد کی تعلیق میں لکھتے ہیں

ضعيف الإسناد. أم أبان مجهولة.

ضعیف الاسناد ہے ام ابان مجھول ہے

یہود نے نبی کی قدم بوسی کی

محمد بن العلاء، ابن ادریس، شعبہ، عمرو بن مرة، عبداللہ بن سلمہ، صفوان بن عسال سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے اپنے ایک ساتھی سے کہا کہ چلو اس نبی کے پاس چلیں (یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چلیں)۔ دوسرے شخص نے کہا اس کو نبی نہ کہو کیونکہ اگر اس نے (یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) سن لیا تو ان کی آنکھیں چار ہو جائیں گی (یعنی حد سے زیادہ خوش ہو جائیں گے اور کہیں گے کہ لو اب مجھ کو یہود بھی نبی تسلیم کرنے لگے۔ بہر حال) پھر وہ دونوں حضرات رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دریافت کیا کہ وہ نو آیات کیا ہیں (جو کہ خداوند قدوس نے حضرت موسی کو عطا فرمائی تھیں جیسا کہ فرمایا گیا (وَلَقَد اٰتَینَا مُوسٰی تِسْعِ آیَاتٍ بَیِّنَاتٍ) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم خداوند قدوس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور چوری نہ کرو اور زنا نہ کرو اور خداوند قدوس نے جس جان کو حرام کیا ہے (یعنی جس کا خون حرام قرار دیا ہے) اس کو ناحق قتل نہ کرو اور تم بے قصور آدمی کو حاکم یا بادشاہ کے پاس نہ لے جا (اس کو ناحق سزا دلانے کے لیے) اور تم جادو نہ کرو اور سود نہ کھاؤ اور پاک دامن خاتون پر تہمت زنا نہ لگا اور جہاد کے دن راہ فرار اختیار نہ کرو (بلکہ دشمن کا جم کر مقابلہ کرو) یہ احکام نوہیں اور ایک حکم خاص تم لوگوں کے لیے ہے کہ تم ہفتہ والے دن ظلم زیادتی نہ کرو (مراد یہ ہے کہ وہ دن حرمت کا دن ہے اس کی پوری طرح عظمت برقرار رکھو) اور اس روز مچھلیوں کا شکار نہ کرو (کیونکہ ہفتہ کا دن یہود کے شکار کرنے کے واسطے مقرر کیا گیا تھا کتب تفسیر میں اس کی صراحت ہے) یہ باتیں سن کر ان دونوں یہودیوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں مبارک چوم لیے اور کہا کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا تو پھر لوگ میری کس وجہ سے فرماں برداری نہیں کرتے؟ انہوں نے جواب دیا حضرت داؤد نے دعا فرمائی تھی کہ ہمیشہ ان کی اولاد میں سے ہی نبی بنا کریں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت داؤد کی اولاد میں سے نہیں ہیں یہ صرف ایک بہانہ تھا حضرت داؤد نے خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے کی خوش خبری دی ہے اور ہم کو اندیشہ ہے کہ اگر ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کریں گے تو یہود ہم کو قتل کر دیں گے۔

جامع ترمذی:جلد دوم:حدیث نمبر 629 حدیث مرفوع مکررات 4

ابوکریب، عبداللہ بن ادریس و ابواسامة، شعبة، عمرو بن مرة، عبداللہ بن سلمة، حضرت صفوان بن عسال فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا کہ چلو میرے ساتھ اس نبی کے پاس چلو۔ اس کے ساتھی نے کہا نبی نہ کہو کیونکہ اگر انہوں نے سن لیا تو خوشی سے ان کی آنکھیں چار ہو جائیں گی۔ وہ دونوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نو نشانیوں کے متعلق پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ یہ ہیں کہ اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، چوری نہ کرو، زنا نہ کرو، ایسے شخص کو قتل نہ کرو جسے قتل کرنا حرام ہے، بے قصور شخص کو حاکم کے پاس نہ لے جاؤ تاکہ وہ اسے قتل کرے (یعنی

تہمت وغیرہ لگا کر) جادو نہ کرو، سود نہ کھاؤ، پاکباز عورت پر زنا کی تہمت نہ لگاؤ، کافروں سے مقابلہ کرتے وقت پیٹھ نہ پھیرو اور خصوصا اے یہودیو تمہارے لیے لازمی ہے کہ ہفتے کے دن حد سے تجاوز (یعنی ظلم و زیادتی) نہ کرو۔ راوی کہتے ہیں پھر انہوں (یعنی یہودیوں) نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں چومے اور کہنے لگے کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر کون سی چیز تمہیں میری اتباع سے روکتی ہے۔ راوی کہتے ہیں انہوں نے کہا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا مانگی تھی کہ نبی ہمیشہ ان کی اولاد میں سے ہوں۔ ہمیں ڈر ہے کہ اگر ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کریں گے تو یہودی ہمیں قتل نہ کر دی

تبصرہ

اس کی سند ہے

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، وَأَبُو الوَلِيدِ - وَاللَّفْظُ لَفْظُ يَزِيدَ وَالمَعْنَى وَاحِدٌ -، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ

صلاح الدين أبو سعيد خليل بن كيكلدي بن عبد الله الدمشقي العلائي (المتوفى: 761 هـ) کتاب المختلطين کے مطابق عبد الله بن سَلِمة کے لئے لکھتے ہیں

قال عمرو بن مرة: كان يحدثنا فنعرف وننكر كان قد كبر

عمرو بن مرة کہتے ہیں : یہ روایت کرتے تھے تو کچھ پہچانتے اور کچھ کا انکار کرتے اور یہ بوڑھے تھے

یعنی عبد الله بن سَلِمة بوڑھے ہو کر اختلاط کا شکار تھے اور اپنی روایتوں کو خود بھی نہیں پہچانتے تھے

متن میں بھی یہ راویت صحیح نہیں تِسْعِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ (سورہ الاعراف) اور احکام عشرہ علیحدہ ہیں

تِسْعِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ سے مراد ہے ١ ید بیضاء،٢ عصا کا سانپ بننا، ٣ جادوگروں کا سجدہ کرنا، ٤ الطُّوفَانَ، ٥ وَالْجَرَادَ ٹڈی دل، ٦ وَالْقُمَّلَ سرسریاں، ٧ وَالضَّفَادِعَ مینڈک ، ٨ وَالدَّمَ پانی کا خون بننا، ٩ سمندر کا پھٹنا

عمر نے قدم بوسی کی

ایک روایت ہے کہ ایک موقعہ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم غصّے میں آ گئے اور منبر پر گئے پس

فَقَامَ إِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضي الله عنه فَقَبَّلَ رِجْلَهُ وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، رَضِينَا بِاللهِ رَبًّا وَبِکَ نَبِيًّا وَبِالإِسْلَامِ دِيْنًا وَبِالْقُرْآنِ إِمَامًا فَاعْفُ عَنَّا عَفَا اللهُ عَنْکَ فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتَّی رَضِيَ •

عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک چوم کر عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم اللہ تعالی کے رب ہونے، آپ کے نبی ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور قرآن کے امام و راہنما ہونے پر راضی ہیں، ہمیں معاف فرما دیجئے۔ اللہ تعالی آپ سے مزید راضی ہو گا۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلسل عرض کرتے رہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہو گئے۔

تبصرہ

یہ روایت صحیح سند ہے بخاری میں مکمل بیان ہوئی ہے اور اس میں قدم بوسی کا ذکر نہیں

ابن کثیر تفسیر میں قدم بوسی والے قصے پر لکھتے ہیں

وَقَدْ ذَكَرَ هَذِهِ الْقِصَّةَ مُرْسَلَةً غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ السَّلَفِ، مِنْهُمْ أَسْبَاطٌ عَنِ السدي

ایک سے زائد سلف جن میں أَسْبَاطٌ عَنِ السدي ہیں نے یہ قصہ مرسل ذکر کیا ہے

أسباط بن نصر الهمداني، المتوفى ١٧٠ هـ السدي إسماعيل بن عبد الرحمن بن أبي كريمة المتوفى ١٢٨ سے اس کو روایت کرتے ہیں

قال أبوحاتم (الجرح والتعديل ج 1/ق1/332): "سمعت أبا نعيم يضعف أسباط بن نصر وقال: أحاديثه عامية سقط مقلوبة الأسانيد

ابی حاتم کہتے ہیں میں نے ابو نعیم کو أسباط بن نصر کی تضعیف کرتے سنا اور کہا اس کی احادیث میں اسناد تبدیل شدہ ہوتی ہیں

نسائی ان کو ليس بالقوي قوی نہیں کہتے ہیں میزان الاعتدال

اس کے سارے طرق أسباط بن نصر الهمداني نے نقل کئے ہیں اور یہ ضعیف راوی ہے

بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت

بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور اس نے آکر عرض کیا: میں نے اسلام قبول کر لیا ہے لیکن میں کچھ مزید چاہتا ہوں تاکہ میرے یقین میں اضافہ ہوجائے۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دی تو اعرابی کے بلاوے پر

ایک درخت اس کے پاس آیا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ! آپ پر سلام ہو۔ اس کے بعد طویل روایت ہے اور آخر میں اعرابی نے تمام نشانیاں دیکھنے کے بعد عرض کیا:

أُقَبِّلُ رِجْلَيْكَ؟ قَالَ نَعَمْ

اے اللہ کے رسول میں قدم مبارک چوم لوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہاں۔

اس کے بعد روایت میں ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس اعرابی کو اجازت مرحمت فرمائی۔ اور پھر اس اعرابی نے سجدہ کرنے کی اجازت مانگی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت نہ دی۔

تبصرہ

یہ روایت مسند الرویانی میں اس سند سے نقل ہوئی ہے

نا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، أنا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ، نا تَمِيمُ بْنُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ، نا صَالِحُ بْنُ حَيَّانَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ

اس کی سند کے راوی صَالِحُ بْنُ حَيَّانَ کے لئے ذھبی لکھتے ہیں

وَهُوَ وَاهٍ. یہ بے کار ہے

قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ: عَامَّةُ مَا يَرْوِيهِ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ. ان کی بیان کردہ روایات غیر محفوظ ہیں

وَقَالَ يَحْيَى بنُ مَعِيْنٍ: ضَعِيْفٌ.

وَقَالَ البُخَارِيُّ: فِيْهِ نَظَرٌ.

وَقَالَ النَّسَائِيُّ: لَيْسَ بِثِقَةٍ. ثقہ نہیں

صہیب مولی ابن عبّاس کی روایت

ایک روایت بیان کی جاتی ہے کہ صہیب عباس رضی اللہ عنہ کے غلام تھے، وہ بیان کرتے ہیں

رَأَيْتُ عَلِيًّا يُقَبِّلُ يَدَ الْعَبَّاسِ وَرِجْلَيْهِ وَيَقُوْلُ: يَا عَمِّ ارْضَ عَنِّي.

میں نے علی رضی اللہ عنہ کو عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اور پاؤں چومتے دیکھا اور آپ ساتھ ساتھ کہتے جاتے تھے: اے چچا! مجھ سے راضی ہوجائیں۔

اسے امام بخاری نے الادب المفرد (ص: 339، رقم: 976) میں، امام ذہبی نے سیر اعلام النبلاء (2: 94) میں، امام مزی نے تہذیب الکمال (13: 240، رقم: 2905) میں اور امام مقری نے تقبیل الید (ص: 76، رقم: 15) میں روایت کیا ہے۔

یہ روایت ضعیف الإسناد ہے اور موقوف ہے اس کی سند میں صهيب مولي العباس ہے جس کا حال غیر معروف ہے **تبصرہ**

ذھبی کتاب سير أعلام النبلاء میں لکھتے ہیں

سُفْيَانُ بنُ حَبِيْبٍ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ ذَكْوَانَ، عَنْ صُهَيْبٍ مَوْلَى العَبَّاسِ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيّاً يُقَبِّلُ يَدَ العَبَّاسِ وَرِجْلَهُ وَيَقُوْلُ: يَا عَمِّ ارْضَ عَنِّي.

إِسْنَادُهُ حَسَنٌ وَصُهَيْبٌ لاَ أَعْرِفُهُ.

اس کی اسناد حسن ہیں اور صُهَيْبٌ کا پتا نہیں کون ہے-الغرض قدم بوسی اور سجدے کی روایات تار عنکبوت سے کم نہیں

آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے سجدہ کیا؟

صوفیا کی جانب سے جوابا کہا جاتا ہے کہ کہ خود اللہ تعالی نے مخلوق کو سجدے کا حکم کیا ہے مثلا آدم علیہ السلام کو[1] – راقم کہتا ہے یہ خصوص ہے عموم نہیں ہے - اللہ تعالی نے جب آدم علیہ السلام کو سجدے کا حکم دیا تو یہ اللہ کا ایک خاص حکم تھا اور اس کا حکم ماننا اسکی عبادت تھی اس میں قیل و قال نہیں ہو سکتی - راقم اس سجدے کو نہ سجدہ تعظیمی کہتا ہے نہ سجدہ فضیلت بلکہ صرف اللہ کا حکم کا سجدہ کہتا ہے -

جب ابلیس لعین نے اللہ تعالی کے حکم پر اس سجدے سے انکار کیا تو بنیادی طور پر وہ کافر ہو گیا. اس لحظہ اللہ کے حکم کا انکار جب کہ سارے فرشتے سجدے میں ہوں اور ایک الجن سرکش بنا کھڑا ہو، اللہ کے غضب کو بھڑکانے لئے کافی تھا- ابلیس نے انکار کیا اور اس کی وجہ اس کا غرور و تکبر تھا. اس کو بلند ہونے کا غرور تھا اس کے نزدیک آدم تو محض مٹی سے بنا تھا جو آگ سے کمتر ہے - اللہ کا آدم کو سجدے کا حکم خاص تھا اور اس کو دلیل نہیں بنایا جا سکتا-

آدم علیہ السلام کو سجدہ تمام کے تمام فرشتوں نے کیا قرآن کے الفاظ ھیں

فسجد الملائكة كلهم اجمعين

پس تمام فرشتوں نے سجدہ کیا

---

[1] صوفیوں نے مکاشفہ میں دیکھ کہ ابلیس آیا اور موسی علیہ السلام سے دعا کی درخوست کی – حکم الہی ہوا کہ جاو آدم کی قبر کو سجدہ کرو- ابلیس واپس غصہ میں آیا اور تکبر کر گیا –

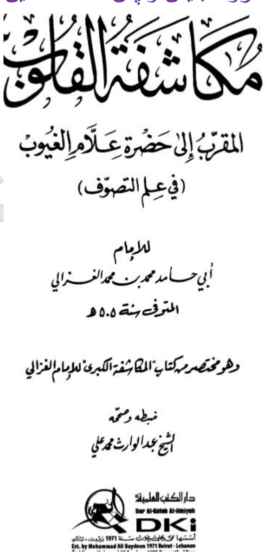

حُكي أنَّ إبليس جاءَ إلى موسى عليه السلام، فقال له: أنت الذي اصطفاك الله

٤٠

برسالته وكلمك تكليماً؟ فقال له موسى: نعم، فما الذي تريد يا هذا؟ ومن أنت؟ فقال إبليس: يا موسى قل لربك خلقٌ من خلقك قد سألك التوبة، فأوحى الله إلى موسى قل له إني قد استجبت لك فيما سألت، ومره يا موسى أن يسجد لقبر آدم فإذا سجد له قبلت توبته وغفرت له ذنوبه فأخبره موسى فغضب إبليس واستكبر وقال: يا موسى أنا لم أسجد له في الجنة فكيف أسجد له وهو ميت؟

اور قرآن میں ہے

فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ

جب میں آدم کو متناسب کر دوں اور اس میں اپنی روح پھونکوں تم اس کے لئے سجدے میں گر جانا

فقعو لہ ساجدین میں الھا کی ضمیر آدم کی طرف ھے- اسمیں جبریل علیہ السلام نے بھی جو اللہ کے رسول ھیں، انہوں نے رسول اللہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا یعنی ایک رسول نے دوسرے رسول کو سجدہ کیا۔

اہل تشیع اور اہل سنت میں سے بعض نے دعوی کیا ہے کہ آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے سجدہ نہیں کیا – مستدرك سفينة البحار - الشيخ علي النمازي الشاهرودي - ج ٤ - الصفحة ٤٦٥ میں أبي محمد العسكري سے منسوب قول ہے

ولم يكن سجودهم لآدم، إنما كان آدم قبلة لهم يسجدون نحوه لله عز وجل

ان کا سجدہ آدم کے لئے نہیں تھا ، بے شک آدم تو محض قبلہ تھے یہ سب اللہ کو سجدے کر رہے تھے

متعدد شیعہ محققین نے اس تفسیر کو گھڑی ہوئی قرار دیا ہے مثلا الصدوق، الطبرسي صاحب كتاب الاحتجاج، محمد تقي المجلسي، محمد باقر المجلسي وغیرہ - باوجود اس کے کہ یہ قول ثابت ہی نہیں تھا یہ قول اہل تشیع میں چل پڑا اور البيان في تفسير القرآن از السيد أبو القاسم الموسوي الخوئي میں ہے

إن سجود الملائكة كان لله ، وإنما كان آدم قبلة لهم ، كما يقال : صلى للقبلة أي اليها

بے شک فرشتوں کا سجدہ اللہ کو تھا اور بلاشبہ آدم ان کا قبلہ تھے جیسے کہتے ہیں قبلہ کی طرف نماز پڑھو

افسوس اہل تشیع جیسا قول اہل سنت نے بھی اختیار کر لیا ہے جو راقم سمجھتا ہے انہی سے ہمارے ہاں آیا ہے - مثلا تفسیر بغوی میں ہے

وقيل: لِآدَمَ: أَيْ إِلَى آدَمَ، فَكَانَ آدَمُ قِبْلَةً، وَالسُّجُودُ لِلَّهِ تَعَالَى

کہا جاتا ہے کہ آدم کے لیے یعنی آدم کی طرف - کہ آدم کو قبلہ کیا اور سجدے اللہ تعالی کو ہوئے

التَّفْسِيرُ البَسِيْط از علي بن أحمد بن محمد بن علي الواحدي، النيسابوري، الشافعي (المتوفى: 468هـ) میں ہے

جعل آدم قبلة لهم - فرشتوں کے لئے آدم کو قبلہ بنایا

تفسیر قرطبی میں ہے

وَقِيلَ: أُمِرُوا بِالسُّجُودِ لِلَّهِ عِنْدَ آدم، وكان آدم قبلة لهم

الكشف والبيان عن تفسير القرآن از الثعلبي، أبو إسحاق (المتوفى: 427هـ) میں ہے

وقال بعضهم: كان سجودا على الحقيقة جعل آدم قبلة لهم والسجود لله

التفسير المظهري از محمد ثناء الله المظهري میں ہے

جعل الله تعالى آدم قبلة للملائكة كما جعل الكعبة قبلة للناس

اہل سنت نے ان اقوال کو بعض کا قول یا صیغہ تمریض میں لکھا ہے اور معلوم ہے کہ یہ اہل تشیع سے آیا ہے -

ان آراء کے برعکس قرآن میں سورہ ص میں موجود ہے کہ اللہ تعالی نے ابلیس سے پوچھا

قال يا إبليس ما منعك أن تسجد لما خلقت بيدي أستكبرت أم كنت من العالين

قال أنا خير منه خلقتني من نار و خلقته من طين

کہا: اے ابلیس تجھ کو کس نے اس کو سجدہ کرنے سے روکا جس کو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا- کیا تو متکبر ہے کوئی بلند بالا ہے ؟ابلیس نے کہا میں اس سے بہتر ہوں اگ سے بنایا گیا ہوں اور یہ تو مٹی سے بنا ہے

راقم کہتا ہے اگر سجدہ اللہ تعالی کو کیا جا رہا تھا تو ابلیس کے لئے اس پر کوئی مسئلہ نہیں تھا کیونکہ وہ اللہ کو ہی رب جانتا ہے - فرشتے تو سات آسمانوں میں ہر مقام پر متعین ہیں اور آدم علیہ السلام اس وقت کسی ایک آسمان پر تھے - قابل غور ہے کہ سدرہ المنتہی کے نیچے جب آدم اور فرشتے موجود ہوں تو کوئی جہت نہیں رہے گی کہ اس کو قبلہ قرار دیا جائے کیونکہ ان سب کے اوپر ہی عرش عظیم ہے

سورہ یوسف میں بیان کردہ سجدے پر بحث

صوفیا کی جانب سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سجدہ تعظیمی تقوے سے بھرپور ایک عمل تھا۔ اسکی گواہی خود قرآن نے یوسف کو سجدہ کرنے سے دی - سورہ یوسف میں بیان ہوا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے ایک خواب دیکھا

قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ

اے میرے والد! میں نے (خواب میں) گیارہ ستاروں کو اور سورج اور چاند کو دیکھا ہے، میں نے دیکھا وہ مجھے سجدہ کررہے ہیں

یعقوب علیہ السلام نے اس خواب کو سننے کے بعد یہ نہیں کہا کہ ہماری شریعت میں سجدہ جائز ہے بلکہ آپ علیہ السلام نے اندازہ لگا لیا کہ اللہ کی طرف سے یوسف کی توقیر ہونے والی ہے. یعقوب علیہ السلام نے خواب چھپانے کا حکم دیا

قَالَ يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَى إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُبِينٌ

کہا اے بیٹے اس خواب کا تذکرہ اپنے بھائیوں سے نہ کرنا ورنہ وہ تمہارے خلاف سازش کریں گے بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے

پھر یوسف کو ان کے بھائیوں نے کنویں میں پھینکا وہاں سے اللہ نے مصر پہنچایا اور اللہ نے عزیز مصر کا وزیر بنوایا پھر قحط پڑنے کی وجہ سے بھائیوں کو مصر آنا پڑا اور بلاخر ایک وقت آیا کہ خواب سچ ہوا

رَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّواْ لَهُ سُجَّدًا وَقَالَ يَا أَبَتِ هـذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ مِن قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا

اور احترام سے بٹھایا اس نے اپنے والدین کو تخت پر اور جھک گئے سب اس کے لئے سجدے میں۔ (اس وقت) یُوسف نے کہا: ابّا جان! یہ ہے تعبیر میرے خواب کی (جو میں نے دیکھا تھا) پہلے۔ کر دکھایا ہے اسے میرے رب نے سچّا

اس سجدے کے حوالے سے اشکال رہتا ہے کہ یہ سجدہ کس نے کس کو کیا - آیت میں سجدہ کرنے کے حوالے سے کئی آراء پائی جاتی ہیں

اہل تشیع کی ایک رائے : سجدہ اللہ کو تھا

ابي الحسن علي بن ابراهيم القمي المتوفی ۳۲۹ ھ کی تفسیر میں ہے کہ اس آیت میں سجدہ اللہ کے لئے ہے

حدثني محمد بن عيسى عن يحيى بن اكثم وقال سأل موسى بن محمد بن علي بن موسى مسائل فعرضها على ابي الحسن عليه السلام فكانت احديها اخبرني عن قول الله عزوجل ورفع ابويه على العرش وخروا له سجدا سجد يعقوب وولده ليوسف وهم انبياء، فاجاب ابوالحسن عليه السلام اما سجود يعقوب وولده ليوسف فانه لم يكن ليوسف وإنما كان ذلك من يعقوب وولده طاعة لله وتحية ليوسف كما كان السجود من الملائكة لآدم ولم يكن لآدم إنما كان ذلك منهم طاعة لله وتحية لآدم فسجد يعقوب وولده وسجد يوسف معهم شكر الله لاجتماع شملهم

محمّد بن عیسی عن یحیی بن أکثم سے روایت ہے کہ بے شک موسی بن محمّد نے سوال کیے جن کو علی نے ابی حسن علی بن محمّد پر پیش کیا پس ان میں سے کسی نے کہا مجھ کو خبر دیں یعقوب اور ان کی اولاد کی یوسف کو سجدے کے بارے میں کہ انہوں نے یوسف کو سجدہ کیا جبکہ انبیاء ہیں ؟ پس امام ابو حسن نے جواب دیا یعقوب اور ان کے بیٹوں کا سجدہ یوسف کے لئے نہ تھا ان کا سجدہ اللہ کی اطاعت اور یوسف کا ادب تھا جیسے فرشتوں کا سجدہ اللہ کی اطاعت اور آدم کی تکریم تھا پس یعقوب کا سجدہ اور ان کی اولاد کا سجدہ اللہ کا شکر تھا اس وقت ساتھ ملنے پر

محمد حسن النجفي الاصفهاني كتاب جواهر الكلام ج 10 - ص 126 - 129 میں کہتے ہیں

وخروا له سجدا " قيل : إن السجود كان لله شكرا له كما يفعل الصالحون عند تجدد النعم ، والهاء في قوله تعالى " له " عائدة إلى الله ، فيكونون سجدوا لله وتوجهوا في السجود إليه كما يقال صلى للقبلة ، وهو المروي عن أبي عبد الله (عليه السلام) وفي المحكي عن تفسير علي بن إبراهيم عن محمد بن عيسى عن يحيى بن أكثم " إن موسى بن محمد سئل عن مسائل فعرضت على أبي الحسن علي بن محمد (عليهما السلام) فكان منها أن قال له : أخبرني عن يعقوب وولده اسجدوا ليوسف وهم أنبياء ؟ فأجاب أبو الحسن (عليه السلام) سجود يعقوب وولده لم يكن ليوسف ، إنما كان ذلك منهم طاعة لله وتحية ليوسف ، كما أن السجود من الملائكة لآدم كان طاعة لله وتحية لآدم ، فسجود يعقوب وولده شكرا لله لاجتماع شملهم ، ألا ترى أنه يقول في شكر ذلك الوقت رب قد آتيتني من الملك " الآية وفي المحكي عن تفسير العسكري عن آبائه عن النبي (عليهم الصلاة والسلام) قال : " لم يكن سجودهم يعني الملائكة لآدم ، إنما كان آدم قبلة لهم يسجدون نحوه لله عز وجل ، وكان بذلك معظما مبجلا ، ولا ينبغي أن يسجد لأحد من دون الله يخضع له كخضوعه لله ، ويعظمه بالسجود له كتعظيم الله ، ولو أمرت أحدا أن يسجد هكذا لغير الله لأمرت ضعفاء شيعتنا وسائر المكلفين من شيعتنا أن يسجدوا لمن توسط في علوم علي وصي رسول الله (عليهما الصلاة

والسلام) ومحض ‹ صفحة 127 › وداد خير خلق الله علي (عليه السلام) بعد محمد رسول الله (صلى الله عليه وآله) " إلى غير ذلك من النصوص ، فاللائق حينئذ لزائري أحد المعصومين (عليهم السلام) أن يتركوا هذا الصورة التي يفعلها السواد إلا إذا قرنت بأحد الوجوه التي سمعتها في النصوص مما ينفي كونها لغير الله ، ويشبه ما يقع من الاستحسان من بعض الناس بجعل السجود لأمير المؤمنين (عليه السلام) زيادة في تعظيم الله باعتبار أن وعوعه له من جهة مرتبته عند الله وعظمته وعبوديته - فالسجود له حينئذ زيادة في تعظيم الله - ما وقع في أذهان المشركين الذين حاجهم النبي (صلى الله عليه وآله) بما سمعت ، والله أعلم

وخروا له سجدا کہا جاتا ہے ان کا سجدہ ایسا ہی تھا جیسا اللہ کو شکر کرنے کے لئے صالح لوگ کرتے ہیں نعمت ملنے پر اور اس میں الھا جو قول میں له ہے اللہ کے لئے ہے کہ پس اللہ کے لئے سجدے میں گئے اور اور سجدے میں متوجہ ہوئے اس کی طرف جیسا کہا جاتا ہے قبلے کے لئے نماز پڑھو اور

یہ مروی ہے امام جعفر علیہ السلام سے اور بیان ہوا ہے تفسیر علی بن ابراہیم عن محمّد بن عیسی عن یحیی بن أکثم سے کہ بے شک موسی بن محمّد نے سوال کیے جن کو علی نے ابی حسن علی بن محمّد پر پیش کیا پس ان میں سے کسی نے کہا مجھ کو خبر دیں یعقوب اور ان کی اولاد کی یوسف کو سجدے کے بارے میں کہ انہوں نے یوسف کو سجدہ کیا جبکہ انبیاء ہیں ؟ پس امام ابو حسن نے جواب دیا یعقوب اور ان کے بیٹوں کا سجدہ یوسف کے لئے نہ تھا ان کا سجدہ اللہ کی اطاعت اور یوسف کا ادب تھا جیسے فرشتوں کا سجدہ اللہ کی اطاعت اور آدم کی تکریم تھا پس یعقوب کا سجدہ اور ان کی اولاد کا سجدہ اللہ کا شکر تھا اس وقت ساتھ ملنے پر- کیا تم نے دیکھا نہیں؟ انہوں نے شکر میں اس وقت کہا اللہ نے بے شک مجھ کو ملک دیا آیت اور المحكي ، امام عسکری کی تفسیر میں ہے اپنے ابا سے وہ رسول اللہ سے کہ ان فرشتوں کا سجدہ آدم کے لئے نہ تھا بلکہ آدم ان کے لئے قبلہ نما تھا سجدے کے لئے اللہ کی طرف سے اور اس میں عظمت و جلالت تھی اور کسی کے لئے جائز نہیں کہ غیر اللہ کو سجدہ کرے اس سے خضوع کرے جیسا اللہ سے کیا جاتا ہے اور سجدہ کر کے تعظیم کرےجیسے اللہ کی کی جاتی ہے اور اگر اس کا حکم کرتا کہ کوئی غیر اللہ کو سجدہ کرے تو اپنے کمزور شیعوں کو اور تمام مکلفین کو کرتا کہ ان کو سجدہ کرو جن کے توسط سے اللہ کے وصی علی کے علوم ملے

تفسیر نور الثقلين از عبد علی بن جمعة کے مطابق

عن ابن ابي عمير عن بعض أصحابنا عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله
ورفع ابويه على العرش قال : العرش السرير ، وفي قوله : وخروا له سجدا قال كان سجودهم ذلك عبادة لله
.

أبي عبدالله علیہ السلام نے اللہ کے قول اور اس نے والدین کو عرش پر بلند کیا کہا عرش تخت اور قول اس کے لئے سجدے میں گر گئے کہا ان کا سجدہ تھا اللہ کی عبادت کے لئے

اہل تشیع کی دوسری رائے: سجدہ یوسف کو تھا

أبي جعفر محمد بن الحسن الطوسي تفسیر تبیان میں کہتے ہیں

.الثاني انهم سجدوا إلى جهة يوسف على وجه القربة إلى الله، كما يسجد إلى الكعبة على وجه القربة إلى الله

انہوں نے سجدہ کیا یوسف کی طرف اللہ کے قرب پانے کے لئے جیسا اللہ کا تقرب پانے کے لئے کعبہ رخ ہوتے ہیں

اہل سنت کی ایک رائے: سجدہ اللہ کو تھا

التجريد لنفع العبيد = حاشية البجيرمي على شرح المنهج (منهج الطلاب اختصره زكريا الأنصاري من منهاج الطالبين للنووي ثم شرحه في شرح منهج الطلاب) کے مطابق

(قَوْلُهُ: وَخَرّوا لَهُ سُجّدًا) تَحِيَّةً وَتَكْرِمَةً فَإِنَّ السّجودَ عِنْدَهُمْ كَانَ يَجْرِي مَجْرَاهَا وَقِيلَ مَعْنَاهُ خَرّوا لِأَجْلِهِ سُجّدًا لِلَّهِ شُكْرًا، وَقِيلَ الضَّمِيرُ لِلَّهِ وَالْوَاوُ لِأَبَوَيْهِ وَإِخْوَتِهِ وَالرَّفْعُ مُؤَخَّرٌ عَنْ الْخُرُورِ وَإِنْ قُدِّمَ لَفْظًا لِلاهْتِمَامِ بِتَعْظِيمِهِ لَهُمَا

اللہ تعالی کا قول وَخَرّوا لَهُ سُجّدًا یہ تحیت ہے اور تکریم ہے کیونکہ سجدہ ان کی طرف سے ہو گیا اور کہا جاتا ہے کہ معنی ہے کہ وہ جھکے سجدے کے لئے تو یہ اللہ کا شکر بجا لانے کے لئے تھا اور کہا گیا ہے کہ ضمیر اللہ کی طرف ہے اور واو ان کے باپ اور بھائیوں کے لئے ... اور یہ لفظ ان کی تعظیم کے لئے ہے

كتاب النكت الدالة على البيان في أنواع العلوم والأحكام از أحمد محمد بن علي بن محمد الكَرَجي القصّاب (المتوفى: نحو 360هـ) دار النشر: دار القيم - دار ابن عفان کے مطابق

وأما الذي عندي في: (وَخَرّوا لَهُ سُجّدًا) أي: خر يوسف وإخوته وأبوه وخالته سجدا لله حيث جمع شملهم بعد تبديده.

اور جو میرے نزدیک ہے کہ وَخَرّوا لَهُ سُجّدًا وہ یہ ہے کہ یوسف جھک گئے اور ان کے بھائی اور ان کے باپ اور خالہ بچھڑنے کے بعد ملنے پر اللہ کے لئے سجدہ میں

كتاب فتح الرحمن بكشف ما يلتبس في القرآن از زكريا بن محمد بن أحمد بن زكريا الأنصاري، زين الدين أبو يحيى السنيكي (المتوفى: 926هـ) دار القرآن الكريم، بيروت - لبنان 1403 هـ - 1983 م کے مطابق

قوله تعالى: (وَخَرّوا لَهُ سُجّداً .) الآية.

إن قلتَ: كيف جاز لهم أن يسجدوا ليوسف، والسجودُ لغير الله حرامٌ؟!

قلتُ: المرادُ أنهم جعلوه كالقِبْلَةِ، ثم سجدوا للهِ تعالى، شكراً لنعمة وُجْدَان يوسف، كما تقول: سجدتُ وصلَّيتُ للقِبْلة.

اللہ تعالی کا قول ہے وَخَرّوا لَهُ سُجّداً وہ سب سجدے میں جھک گئے آیت ہے
میں السنيكي کہتا ہوں اس سے مراد ہے کہ انہوں نے ان کو قبلہ کیا پھر اللہ تعالی کے شکر کے لئے سجدہ کیا یوسف کو پانے کی نعمت پر جیسا کہ کہا جاتا ہے سجدہ کیا اور قبلہ کے لئے نماز پڑھی

كتاب معاني القرآن أبو زكريا يحيى بن زياد بن عبد الله بن منظور الديلمي الفراء (المتوفى: 207هـ) کے مطابق

. «سُجود تَحِيّة وطاعة لا لربوبيّة وهو مثل قوله فى يوسف (وَخَرّوا لَهُ سُجّداً) »5

سجدے تحیت اور رب کی اطاعت پر ہیں اور یہ یوسف کے لئے قول ہے اس کے لئے سجدے میں جھک گئے

ڈاکٹر عثمانی رحمہ اللہ علیہ کی رائے میں سجدہ اللہ کو کیا گیا

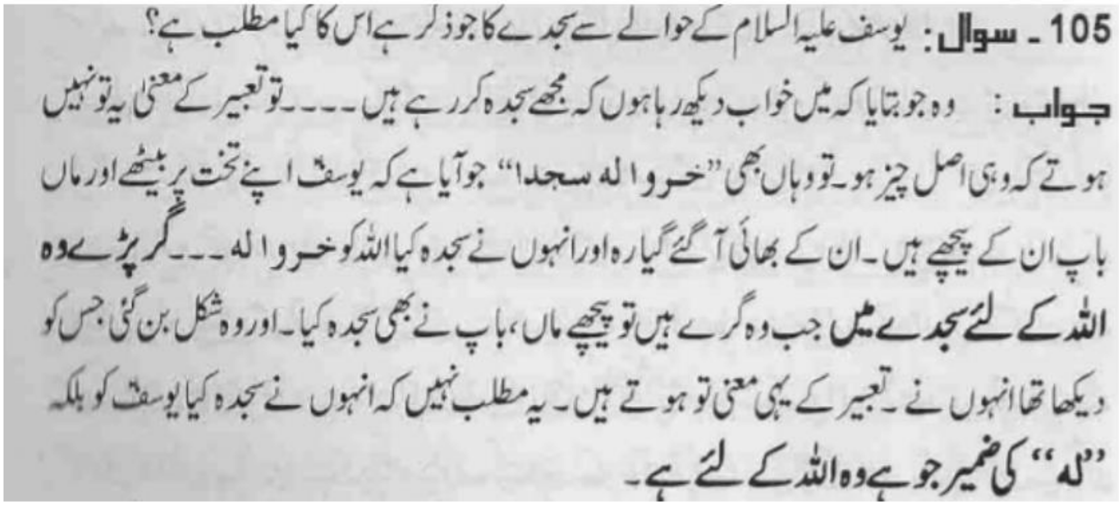

105 ۔ سوال: یوسف علیہ السلام کے حوالے سے سجدے کا جو ذکر ہے اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: وہ جو بتایا کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں کہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔۔۔۔تو تعبیر کے معنیٰ یہ تو نہیں ہوتے کہ وہی اصل چیز ہو۔تو وہاں بھی "خروا له سجدا" جو آیا ہے کہ یوسف اپنے تخت پر بیٹھے اور ماں باپ ان کے پیچھے ہیں۔ان کے بھائی آ گئے گیارہ اور انہوں نے سجدہ کیا اللہ کو خروا له۔۔۔گر پڑے وہ اللہ کے لئے سجدے میں جب وہ گرے ہیں تو پیچھے ماں، باپ نے بھی سجدہ کیا۔اور وہ شکل بن گئی جس کو دیکھا تھا انہوں نے۔تعبیر کے یہی معنیٰ تو ہوتے ہیں۔یہ مطلب نہیں کہ انہوں نے سجدہ کیا یوسف کو بلکہ "له" کی ضمیر جو ہے وہ اللہ کے لئے ہے۔

اہل سنت میں دوسری رائے ہے کہ یہ سجدہ بشکل رکوع یوسف کو تھا

كتاب حاشيتا قليوبي وعميرة ج١ ص ٣٩ از أحمد سلامة القليوبي وأحمد البرلسي عميرة ، دار الفكر - بيروت

الطبعة: بدون طبعة، 1415هـ-1995م کے مطابق

قَالَ ابْنُ حَجَرٍ: صُورَةُ الرُّكُوعِ الْوَاقِعَةُ مِنْ الْعَوَامّ بَيْنَ يَدَيْ الْمَشَايِخِ حَرَامٌ وَيَأْثَمُ فَاعِلُهَا وَلَوْ بِطَهَارَةٍ وَإِلَى الْقِبْلَةِ، وَهِيَ مِنْ الْعَظَائِمِ، وَأَخْشَى أَنْ تَكُونَ كُفْرًا، وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: {وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا} [يوسف: 100] أَيْ رُكَّعًا إمَّا مَنْسُوخٌ أَوْ أَنَّهُ شَرْعُ مَنْ قَبْلَنَا

ابن حجر نے کہا : عوام میں (غیر اللہ کے لئے) رکوع کی صورت جو ہے یہ مشائخ کے نزدیک حرام ہے اور اس کو کرنے والے پر گناہ ہے چاہے طہارت کے بغیر ہو قبلہ رخ نہ بھی ہو اور یہ الْعَظَائِمِ میں سے ہے اور خوف ہے کہ یہ کفر ہے اور اللہ تعالی کا قول وہ سجدے میں جھک گئے یعنی رکوع میں تو یا تو یہ منسوخ ہے یا یہ پچھلی شریعت میں تھا

اسی طرح اس کتاب میں ج١ ص ١٨٠ پر ہے

قَوْلُهُ: (السُّجُودُ) وَهُوَ لُغَةً التَّطَامُنُ وَالذِّلَّةُ وَالْخُضُوعُ وَشَرْعًا مَا سَيَأْتِي، وَقَدْ يُطْلَقُ عَلَى الرُّكُوعِ، وَمِنْهُ {وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا} [يوسف: 100] كَمَا مَرّ

اور اللہ کا قول السُّجُودُ تو یہ لغت میں کم ہونا یہ ذلت ہے اور ُخُضُوعُ ہے ... اور اس کا اطلاق رکوع پر بھی ہے اور اللہ تعالی کا قول {وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا} [يوسف: 100] میں

یعنی أحمد سلامة القليوبي وأحمد البرلسي عميرة کے نزدیک یہ سجدہ رکوع جیسا تھا یہ یوسف کو ہوا لیکن اس میں اغلبا یہ انکی شریعت میں تھا

اہل سنت میں تیسری رائے : سجدہ یوسف کو ہوا، پچھلی شریعت کے مطابق

محدث عثمان بن عبد الرحمن، أبو عمرو، تقي الدين المعروف بابن الصلاح (المتوفى: 643هـ) فتاوی میں کہتے ہیں جب مسئلہ پیش ہوتا ہے

مَسْأَلَة طَائِفَة من الْفُقَرَاء يَسْجُدُونَ بَعضهم لبَعض ويزعمون أَن ذَلِك تواضع لله وتذلل للنَّفس ويستشهدون بقوله تَعَالَى وَرفع أَبَوَيْهِ على الْعَرْش وخروا لَهُ سجدا فَهَل يجوز أَو يحرم وَهل يخْتَلف بِمَا إِذا كَانَ يسْجد مُسْتَقْبل الْقبْلَة أم لَا وَهل الْآيَة فِي ذَلِك مَنْسُوخَة فِي مثل ذَلِك أم لَا
أجَاب رَضِي الله عَنهُ لَا يجوز ذَلِك وَهُوَ من عظائم الذُّنُوب ويخشى أَن يكون كفرا وَالسُّجُود فِي الْآيَة مَنْسُوخ أَو يتَأَوَّل وَالله أعلم
مَسْأَلَة : فقراء (صوفیوں) کا ایک گروہ ایک دوسرے کو سجدہ کرتا ہے اور دعوی کرتا ہے کہ اللہ سے لو لگانا ہے اور نفس کی تذلیل کرنا ہے اور وہ استشھاد کرتے ہیں اللہ تعالی کے قول سے وَرفع أَبَوَيْهِ على الْعَرْش وخروا لَهُ سجدا اور والدین کو عرش پر بٹھایا اور جھک گئے ان کے لئے سجدے میں ، تو کیا جائز ہے یا حرام ہے اور کیا یہ اس سے مختلف ہے جب قبلہ کو آگے کیا جائے یا نہیں یا یہ آیت منسوخ ہے یا نہیں

عثمان بن عبد الرحمن، أبو عمرو، تقي الدين المعروف بابن الصلاح (المتوفى: 643هـ) رضی اللہ عنہ نے جواب دیا یہ جائز نہیں ہے اور گناہ کبیرہ ہے اور خوف ہے کہ کفر ہے اور اس آیت میں سجدے منسوخ ہیں‌انکی تاویل کی جائے

الکتاب: فتاوى نور على الدرب از عبد العزيز بن عبد الله بن باز (المتوفى: 1420هـ) کے مطابق

قال: {وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرّوا لَهُ سُجّدًا} (2)، وكانت السجدة ذلك الوقت مباحة للإكرام والتحية وليست للعبادة، وكما سجد الملائكة لآدم إكراما، وتعظيما لا عبادة، فهذه السجدة ليست من باب العبادة، بل هي من باب التحية والإكرام، وهي جائزة في شرع من قبلنا، ولكن في شريعة محمد عليه الصلاة والسلام ممنوع ذلك، ولهذا ثبت عنه عليه الصلاة والسلام أنه قال: «لو كنت آمرا أحدا أن يسجد لأحد لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها، لعظم حقه عليها (1)»
بن باز نے کہا : اللہ کا قول {وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرّوا لَهُ سُجّدًا} اس دور میں سجدہ اکرام و تحیت کے لئےمباح تھا اور یہ عبادت نہ تھا جیسا کہ فرشتوں نے آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی تکریم کے وقت کیا اور تعظیم کے لئے کیا نہ کہ عبادت کے لئے پس یہ سجدہ عبادت کے باب میں نہیں بلکہ تکریم میں ہے ، اور یہ پچھلی شریعتوں میں جائز تھا لیکن شریعت محمد علیہ الصلاۃ والسلام میں ممنوع ہے اور یہ ثابت ہے علیہ الصلاۃ والسلام سے فرمایا اگر میں کسی کو سجدے کا حکم کرتا تو عورت کو کرتا کہ وہ شوہر کو کرے اس حق کی تعظیم پر جو شوہر کو اس پر ہے

اہل سنت میں چوتھی رائے : سجدہ خود بخود بس مشیت الہی کے تحت ہو گیا

کتاب منهج شيخ الإسلام محمد بن عبد الوهاب في التفسير از مسعد بن مساعد الحسيني الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة کے مطابق

كذا قوله عند قول الله تعالى إخباراً عن يوسف عليه السلام: {وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرّوا لَهُ سُجّداً ... }

الآية إلى قوله: {إِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ لِمَا يَشَاءُ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ} 7. رد هذه المسألة الجزئية إلى القاعدة الكلية وهي: إنه ربه تبارك وتعالى لطيف لما يشاء، فلذلك أجرى ما أجرى

الله تعالى نے يوسف عليہ السلام کے حوالے سے خبر دی {وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرّوا لَهُ سُجّداً ... }

الآية إلى قوله: {إِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ لِمَا يَشَاءُ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ} ... بے شک الله تعالى غير محسوس انداز میں چاہتا ہے پس یہ سجدہ جاری ہوا جو ہو گیا

اہل سنت میں ایک رائے یہ ہے کہ سجدہ یوسف کو ہی ہوا اس کی تاویل کرنا صحیح نہیں

مجلة جامعة أم القرى کے مطابق

السجود المذكور في الآية الأولى رؤيا منام، والمذكور في الآية الأخرى هو وقوعها، وأبواه: يعقوب عليه السلام

وأم يوسف وقيل بل خالته، وظاهر القرآن أنها أمه (2) ، والذين خروا له سجدا أبواه، وذلك مصداق رؤيا

.الشمس والقمر، وإخوته الأحد عشر وذلك مصداق رؤيا الأحد عشر كوكبا

اس آیت میں جو سجدے مذکور ہیں وہ نیند میں دیکھے اور دوسری آیت میں یہ واقعہ ہوئے اور والدین سے مراد یعقوب علیہ السلام اور ام یوسف ہیں اور کہا جاتا ہے انکی خالہ لیکن قرآن کا ظاہر ہے کہ یہ والدہ ہیں اور وہ جو سجدہ میں جھکے وہ والدین ہیں جو سورج و چاند کا مصداق تھے اور ان کے بھائی گیارہ ستارے ہیں

اسی مجلہ کے مطابق

وقد أجمع المفسرون أن سجود أبوي يوسف وإخوته على أي هيئة كان فإنما كان تحية لا عبادة (6) ،

والأظهر أنه كان على الوجوه وليس انحناء ولا إيماء لقوله تعالى {وَخَرّوا لَهُ سُجّدًا} (7) ، قال الجوهري

. (8) (ت393هـ) : ((وخرّ لله ساجدا يّخِرُّ خُرُورا أي: سقط))

وقيل الضمير في {لَهُ} لله عز وجل وهو قول مردود (1) ، ولا يلتئم مع السياق، ولا يتوافق مع الرؤيا (2)

. في قوله تعالى: {إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ} (يوسف/4)

وقال الزمخشري (ت538هـ) : ((وقيل معناه: وخروا لأجل يوسف سجدا لله شكرا وهذا أيضا فيه نَبّوة))
(3) .
وكل هذه التأويلات الضعيفة لأجل الخروج من أن يكون السجود لغير الله، ومن استبان له تاريخ السجود زالت عنه هذه الإشكالات.

مفسرین کا اجماع ہے کہ یوسف کے والدین اور بھائیوں کا سجدہ تکریم کے تحت تھا نہ کہ عبادت کے لئے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ سجدہ چہرے پر تھا اور یہ ذرا جھکنا یا سر ہلانا نہ تھا کہ اللہ تعالی کا قول ہے اس کے لئے سجدے میں جھک گئے اور الجوهري (ت393هـ) نے کہا اور سجدے میں اللہ کے لئے جھک گئے گرے یعنی گر پڑے اور کہا جاتا ہے کہ اس میں {لَهُ} کی ضمیر اللہ تعالی کے لئے ہے اور یہ قول مردود ہے یہ سیاق و سباق سے نہیں ملتا نہ خواب سے موافقت رکھتا ہے کیونکہ اللہ کا قول ہے یوسف نے کہا میں نے دیکھا گیارہ ستارے اور سورج و چاند میرے لئے سجدہ کر رہے ہیں اور الزمخشري (ت538هـ) نے کہا وہ گرے یوسف کی وجہ سے اللہ کو سجدے کرتے ہوئے اور یہ بھی بشارت میں تھا اور یہ تمام تاویلات کمزور ہیں کہ اس سے یہ نکالنا کہ یہ سجدے غیر اللہ کو تھے اور جو تاریخ سے واقف ہو تو یہ تمام اشکالات ختم ہو جاتے ہیں

بحث

سجدہ اللہ تعالی کے لئے ہوا یا یوسف علیہ السلام کو قبلہ مانتے ہوئے ہوا یہ قرآن میں صریحا نہیں آیا اور جو سیاق و سباق چل رہا ہے اس میں کوئی قرینہ اس تاویل کے لئے نہیں ہے البتہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر یہ مان لیا کہ یہ سجدہ یوسف علیہ السلام کو ہوا تو یہ شرک ہے جس کا صدور انبیاء سے ممکن نہیں ہے[2] – یوسف اس خواب کے حوالے سے خود خلجان میں تھے کہ انہوں نے یہ کیا دیکھا ہے اسی لئے انہوں نے اس کا تذکرہ صرف اپنے والد سے خفیہ کیا. اگر اس زمانے کی شریعت میں اس کی اجازت ہوتی تو پھر یہ کوئی عجیب بات بھی نہیں تھی اور اتنا خفیہ اس کو رکھنے کی ضرورت بھی نہیں تھی

[2] اس کا ایک جواب دیا جاتا ہے کہ یہ بات درست ہے کہ انبیاء وہ عمل نہیں کرتے جس سے اللہ نے منع کیا ہے لیکن بے ساختہ و بلا ارادہ کسی عمل کا ہو جانا ممکن ہے- قرآن کے الفاظ وَخَرّواْ لَهُ سُجّدًا سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ایک بے اختیاری فعل تھا کیونکہ سب بلا قیل و قال جھک گئے. یہ سب اللہ کی مشیت کے تحت ہوا- اس کے برعکس راقم کہتا ہے قرآن میں اس آیت میں سجدہ کی نوعیت کا علم نہیں دیا گیا کہ یہ چہرہ والا ہی سجدہ ہے یا صرف جھکنا ہے جیسا عموما بادشاہوں اور امراء عجم کے سامنے پیشی پر ہوتا تھا- اس کے علاوہ یہ دعوی کرنا کہ اس دور میں نماز والا سجدہ بادشاہوں کو تمام دنیا میں کیا جاتا تھا بھی بلا دلیل ہے – قرآن میں سجدہ کا لفظ سورج چاند شجر پہاڑ کے لئے بھی آیا ہے جو ہم کو معلوم ہے کہ ان کا سجدہ اس سجدے جیسا نہیں ہے جو ہم نماز میں کرتے ہیں لہذا زبردستی اس آیت میں سجدے کو نماز والا سجدہ کہنا اسراف ہے

انبیاء کے خواب: تمثیل یا حقیقی کا فرق

کہا جاتا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے جو خواب دیکھا وہ تمثیل تھا - راقم کہتا ہے سورہ یوسف میں چار خواب بیان ہوئے ہیں ایک نبی کا ہے اور تین غیر نبی پر ہیں یعنی بادشاہ اور دو قیدی - اس میں غیر نبی پر آنے والے خواب تمثیل کے انداز کے تھے اوران کی تاویل کوئی نہ کر سکا سوائے یوسف علیہ السلام کے -

قرآن و حدیث سے ہمیں معلوم ہے کہ انبیاء پر تمثیلی خواب بھی آتے ہیں اور ایسے بھی جو روز روشن کی طرح عیاں ہوتے ہیں مثلا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا وہ کعبه کا طواف کر رہے ہیں لہذا اس کو اس کے ظاہر پر لیا اور مکہ گئے لیکن حدیبیہ پر کفار نے روک لیا پھر اللہ نے خبر دی کہ خواب یقینا سچا ہے ان شاء اللہ اپ مسجد الحرام میں داخل ہوں گے-

اسی طرح اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ وہ لیلہ القدر کی رات کیچڑ میں سجدہ کر رہے ہیں اور ایسا ہی ہوا کہ موسلا دھار بارش ہوئی اور اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیچڑ میں سجدہ کیا - اس کے علاوہ سمرہ بن جندب کی روایت کو بھی ظاہر پر علماء نے لیا ہے کہ عالم البرزخ میں یہ سب اسی طرح قیامت تک ہو گا جس کی آج فرقہ پرست تاویل کرتے ہیں کہ یہ تمثیلی انداز تھا -

یہ خواب غیر تمثیلی تھے -

انبیاء پر خواب تمثیلی بھی ہوتے ہیں، ان کی بھی بہت سی مثالیں ہیں- لیکن جب بھی تمثیلی خواب ہوتا ہے تو اسی روایت میں اس کی شرح بھی ہوتی ہے لہذا جب خواب بیان ہو اور ساتھ کوئی شرح نہ ہو تو ایسا خواب حقیقی سمجھا جاتا ہے- سورہ یوسف میں بادشاہ خواب دیکھتا ہے اس کے بعد اس کے اس تمثیلی خواب کی فورا تعبیر دی گئی ہے - اسی سورہ میں دو قیدی خواب دیکھتے ہیں اور فورا ان کے تمثیلی خواب کی تاویل دی گئی ہے - لیکن جب یوسف علیہ السلام کے خواب کا ذکر ہوتا ہے تو یعقوب علیھما السلام اس کو ظاہر پر ہی لیتے ہیں اور چھپا دیتے ہیں - یعقوب علیہ السلام انداز لگا لیتے ہیں کہ یوسف کی توقیر ہو گی اور وہ یوسف کو حکم کرتے ہیں کہ بھائیوں سے اس کا ذکر مت کرنا -

بچھڑے لوگوں کا ملنا

کہا جاتا ہے کہ جب بچھڑے ہوئے لوگ ملتے ہیں تو لوگ اللہ کا شکر کرتے ہیں نہ کہ ایک دوسرے کو سجدہ کریں - یہ بات نہایت سرسری ہے اور کہنے والے کی طفلانہ سوچ کی نشاندھی کرتی ہے - یوسف علیہ السلام کسی میلہ میں یا بازار میں نہیں کھوئے تھے ان کے بھائیوں نے اقدام قتل کیا تھا - یوسف سے ملنے کی بھائیوں کو کوئی خواہش بھی نہیں تھی یہاں تک کہ ان پر واضح ہوتا ہے جس کو قتل کر دیا تھا وہ تو زندہ نکلا اور اس کے بعد یوسف علیہ السلام کے مقام و مرتبہ نے ان پر ایسی ہیبت طاری کی کہ تمام بھائی ان کے سامنے شرمندگی سے گر پڑے

یہ تفسیر کہ آیت میں له کی ضمیر الله کی طرف ہے اہل تشیع میں محمد هادى الهمدانى كتاب مصباح الفقيه میں پیش کرتے ہیں

قيل ان السجود كان لله شكرا له كما يفعل الصالحون عند تجدد النعم والهاء في قوله له عائدة إلى الله فيكونون سجدوا لله وتوجهوا في السجود اليه كما يقال صلى للقبلة
کہا جاتا ہے کہ ان کے سجدے اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے تھے جیسا صالحین نعمت ملنے پر کرتے ہیں اور اس آیت میں (له کی) الھا اللہ کی طرف ہے ... جیسا کہتے ہیں قبلہ کے لئے نماز پڑھو

یہ قول اوپر پیش کیا گیا ہے کہ اہل سنت میں بھی مقبول رہا ہے لیکن اس قول میں سیاق و سباق نہیں دیکھا گیا کہ یوسف یقینا یعقوب علیہ السلام کے نزدیک بچھڑے ہوئے تھے لیکن بھائیوں کے لئے وہ ایک مردہ شخص تھے جس کو وہ کنواں میں پھینک کر آئے تھے

كتاب الجدول في إعراب القرآن الكريم از محمود بن عبد الرحيم صافي کے مطابق

آیت فَلَمَّا دَخَلُوا عَلى يُوسُفَ آوى إِلَيْهِ أَبَوَيْهِ وَقالَ ادْخُلُوا مِصْرَ إِنْ شاءَ اللَّهُ آمِنِينَ (99) وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّداً میں له کی ضمیر کی طرف ہے جو آیت ۹۹ میں ہے

و (الهاء) ضمير في محلّ جرّ متعلّق ب (خرّوا) ، (سجّدا) حال منصوبة من فاعل خرّوا

اور (الهاء) ضمیر ہے جو جر کے مقام میں ہے اور یہ متعلق ہے خرّوا سے اور سجدا یہ حال منصوبہ ہے فاعل خروا کا
یعنی یہ ضمیر اللہ کی طرف نہیں اور سجدا حال ہے

راغب الأصفهانى كتاب المفردات في غريب القرآن میں کہتے ہیں

وقوله: وَخَرُّوا لَهُ سُجَّداً [يوسف/ 100] ، أي: متذلّلين، وقيل: كان السّجود على سبيل الخدمة في ذلك الوقت سائغا
یعنی وہ کم تر ہوئے اور کہا جاتا ہے یہ سجدے (خدام کی طرح) بر سبیل خدمت اس وقت کے اثر کے تحت ہوئے

خر کا مطلب کیا؟

کہا جاتا ہے کہ قرآن میں ہے کہ انبیاء

إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا
جب وہ آیات رحمان کی تلاوت کرتے ہیں گرتے ہیں سجدے میں اور روتے ہیں

کیا جب بھی کسی کے گرنے کا ذکر ہوتا ہے تو کیا وہ عبادت کے تحت ہو رہا ہوتا ہے ؟ جبکہ خر گرنے کا لفظ عام ہے ان آیات میں موجود ہے کہ جب وہ تلاوت کرتے ہیں تو خشوع سے گرتے ہیں جبکہ سورہ یوسف میں بھائیوں پر عبادت والے خشوع کا ذکر نہیں ہے بلکہ شرم و ندامت کا ذکر ہے

قَالُوا يَا أَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا إِنَّا كُنَّا خَاطِئِينَ (97) قَالَ سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي ۖ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ
انہوں نے کہا اے والد ہمارے لئے مغفرت طلب کریں ہم سے غلطی ہو گئی (یعقوب نےکہا) کہا میں تمہارے لئے استغفار کروں گا اپنے رب سے بے شک وہ غفور و رحیم ہے
قرآن میں داود علیہ السلام کا ذکر ہے کہ انہوں نے توبہ کی تو

وَخَرَّ رَاكِعًا
اور وہ رکوع میں جھک گئے
یہاں خر کا لفظ ہے اور اس کا مطلب یہاں گرنا نہیں کیا جا سکتا البتہ اس جھکنے میں یک دم پوشیدہ ہے کہ وہ فورا رکوع میں چلے گئے

کتاب الزاهر في معاني كلمات الناس از أبو بكر محمد بن القاسم الأنباري کے مطابق

قول الله عز وجل (وخروا له سُجّداً) (82) فيه ثلاثة أقوال (20 ب) أحدهن أن تكون الهاء تعود على الله تعالى فهذا القول لا نظر فيه لأن المعنى خروا لله سجدا وقال آخرون الهاء تعود على يوسف ومعنى السجود التحية كأنه قال وخروا ليوسف سجداً سجود تحية لا سجود عبادة قال أبو بكر سمعت أبا العباس يؤيد هذا القول ويختاره وقال الأخفش معنى الخرور في هذه الآية المرور قال وليس معناه الوقوع والسقوط

اللہ تعالی کا قول (وخروا له سُجّداً) میں تین اقوال ہیں ایک یہ ہے الها کی ضمیر اللہ کی طرف ہے تو اس قول میں کوئی نظر نہیں کیونکہ معنی ہوا کہ کہ اللہ کو سجدہ کیا اور دوسروں نے کہا کہ الها کی ضمیر یوسف کی طرف ہے اور یہ سجدہ تحیت ہے جیسے کہا جائے کہ یوسف کے لئے سجدہ کیا نہ کہ عبادت کے لئے اور ابو بکر نے ابو العباس سے سنا انہوں نے اس قول کو لیا اور الأخفش نے کہا کہ اس آیت میں الخرور (گرنا) کا مطلب (المرور) گزرنا ہے اور اس کا مطلب گرنا نہیں ہے

الأخفش عربی کے مشہور نحوی ہیں اور ان کے نزدیک اس آیت میں خر کا مطلب گرنا نہیں ہے الأخفش کے الفاظ کا مطلب ہے کہ آیت میں عربی مفہوم ہے کہ وہ اس طرح داخل ہوئے کہ گویا سجدہ ہو

عربی لغت تاج العروس من جواهر القاموس از الزَّبيدي کے مطابق سجد کا ایک مطلب إذا انْحَنى وتَطَامَنَ إِلى الأَرضِ زمیں کی طرف جھکنا بھی ہے - لغت مجمل اللغة لابن فارس کے مطابق وكل ما ذل

فقد سجد ہر کوئی جو نیچے آئےاس نے سجد کیا - آیت میں لہذا خر کا لفظ اشارہ کر رہا ہے کہ یہ فعل یک دم ہوا – اس سجدہ کو نماز و عبادت والے سجدہ سے ملانے کی کوئی دلیل نہیں ہے – مفسرین میں سے بعض نے کہا کہ اگر یہ مان لیا جائے کہ یہ سجدہ نماز کے سجدے جیسا نہیں تھا اور صرف ہلکا سا جھکنا تھا تو خر کا لفظ یعنی گرنا یا جھکنا اس کے خلاف ہے- جبکہ یہ بھی زبر دستی ہے خر کا مطلب صرف بے ساختگی کی طرف اشارہ کرتا ہے قرآن میں ہے خر موسی صعقا موسی علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر گئے- موسی جان بوجھ کر نہیں گرے تھے وہ آنا فانا گرے تھے – قرآن میں ہے فَخَرّ عَلَيْهِمْ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ پس ان پر چھت اوپر سے گری- خر (گرنے) کے مفہوم میں یک دم اور بے ساختگی پوشیدہ ہے

تفسیری اقوال کی صحت

اس حوالے سے کسی صحابی کا کوئی تفسیری قول ثابت نہیں ہے - الرازي نے اپنی تفسیر میں قول   - بیان کیا ہے

وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي رِوَايَةِ عَطَاءٍ أَنَّ الْمُرَادَ بِهَذِهِ الْآيَةِ أَنَّهُمْ خَرُّوا لَهُ أَيْ لِأَجْلِ وِجْدَانِه سَجَدَا لِلَّه تَعَالَى

اور یہ قول ابن عباس کا ہے   عَطَاءِ کا روایت کردہ کہ اس میں گرنے سے مراد ہے کہ ان کو پانے پر الله کا شکر بجا لائے

لیکن باوجود تلاش کے اس کی سند نہیں ملی

تفسیر ابن ابی حاتم میں دوسرا قول قتادہ کا ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ، ثنا أَبُو الْجُمَاهِرِ، ثنا سَعِيدُ بْنُ بَشِيرٍ، ثنا قَتَادَةُ وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا وَكَانَ تَحِيَّةَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ السُّجُودُ بِهَا يُحَيِّي بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَأَعْطَى اللَّهُ هَذِهِ الْأُمَّةَ السَّلامَ، تَحِيَّةَ أَهْلِ الْجَنَّةِ كَرَامَةً مِنَ اللَّهِ وَنِعْمَةً.

قتادہ کے مطابق یہ سجدہ اس دور میں تحیت تھا - قتادہ خود ایک مدلس ہیں

تفسیر طبری کے مطابق

حدثني محمد بن سعد، قال: حدثني أبي، قال: حدثني عمي، قال: حدثني أبي، عن أبيه، عن ابن عباس:

(وخرّوا له سجدًا) ، يقول: رفع أبويه على السرير، وسجدا له، وسجد له إخوته.

اسکی سند سخت ضعیف ہے - ابن عباس سے منسوب قول ہے کہ سجدہ یوسف کو کیا گیا

یہ تمام اقوال یا تو بلا سند ہیں یا سخت ضعیف ہیں البتہ ان تشریحات میں تفاوت ظاہر آتا ہے کہ اگرچہ یہ سب اقوال ایک ہی سجدے سے متعلق ہیں لیکن ابتدائی مفسرین بھی اس معاملے میں اختلاف کر رہے تھے – واضح رہے کہ ان اقوال کی اسناد بھی مضبوط نہیں ہیں چہ جائیکہ ان کو اصحاب رسول کی تشریحات قرار دیا جائے

لہذا اس سلسلے میں کوئی صحیح السند تفسیری قول نہیں ہے

ایک مضمون نگار لکھتے ہیں

حبل اللہ کے مضمون میں فخر الدین رازی کی تفسیر سے عبداللہ بن عباسؓ کی بات پیش کی گئی تھی کہ صحابی رسول بتا رہے ہیں کہ سب اللہ کے آگے سجدے میں گرے اس پر مضمون نگار نے کافی اعتراض اٹھائے ہیں کہ جی یہ قول بلا سند ہے اور تفسیری روایات کی کوئی حیثیت نہیں وغیرہ۔ حالانکہ عبداللہ بن عباسؓ کی یہ بات مشہور و معروف ہے اور متعدد مفسرین نے اسے عبداللہ بن عباسؓ کی تشریح کی حیثیت سے بیان کیا ہے صحابی رسول سے اسے روایت کرنے والے دو راوی ہیں عطا اور ضحاک۔ یہ موصوف کی پیش کردہ و معتمد علیہ تفسیر زاد المسیر میں بھی موجود ہے اس کی سند معلوم کرنے کے لئے کوئی زیادہ تحقیق و کاوش نہ ہو سکی جب سند مل جائے گی تو وہ بھی انشاء اللہ پیش کر دیں گے

تفسیر رازی میں فخر الدين الرازي خطيب الري (المتوفى: 606ھ) قول ہے
وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي رِوَايَةِ عَطَاءٍ أَنَّ الْمُرَادَ بِهَذِهِ الْآيَةِ أَنَّهُمْ خَرُّوا لَهُ أَيْ لِأَجْلِ وِجْدَانِه سَجَدًا لِلَّهِ تَعَالَى
عَطَاءِ کی روایت ہے ابن عباس سے کہ مراد ہے سجدہ اللہ تعالی کو کیا گیا یوسف مل جانے کی وجہ سے

راقم کہتا ہے ابن عبّاس سے منسوب اس قول کی سند نہیں ہے- نہ قدیم تفسیروں میں اس قول کی کوئی سند دی گئی ہے – یوسف علیہ السلام مل گئے یہ خبر کنعان میں ہی مل گئی تھی جب یعقوب علیہ السلام کی بینائی واپس آئی اور انبیاء کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہ سجدہ شکر فورا ہی بجا لاتے ہیں ان کو مصر جا کر سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں تھی

تفسیر ابن ابی حاتم میں ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ، ثنا مُحَمَّدٌ سَعِيدٌ الْعَطَّارُ، ثنا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرْفَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا قَالَ: كَانَتْ تَحِيَّةُ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَأَعْطَاكُمُ اللَّهُ السَّلامَ مَكَانَهَا.
عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ نے وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا پر کہا یہ سلام تھا اس سے قبل پس اللہ نے سلام اس مکان پر عطا کیا

اس کی سند ضعیف ہے - سند میں عبيدة بن حميد الكوفي الحذاء النحوي ہے - كتاب ميزان الاعتدال في نقد الرجال از الذھبی کے مطابق

وقال زكريا الساجي: ليس بالقوى في الحديث
الساجی نے کہا یہ حدیث میں قوی نہیں ہے

قال ابن المديني: أحاديثه صحاح، وما رويت عنه شيئا، وضعفه
امام علی المدینی نے کہا اس کی احادیث صحاح ہیں - اس سے روایت نہیں لیتا اور انہوں نے اس کی تضعیف کی

قتادہ بصری جو قلیب بدر کو معجزہ کہتے تھے ان کا قول ہے کہ سجدہ یوسف کو ہوا اس دور کا سلام تھا- تفسیر طبری میں ہے

حدثنا بِشر، قال: حدثنا يزيد، قال: حدثنا سعيد، عن قتادة: (وخروا له سجّدًا) وكانت تحية من قبلكم، كان بها يحيِّي بعضهم بعضًا، فأعطى الله هذه الأمة السلام، تحية أهل الجنة، كرامةً من الله تبارك وتعالى عجّلها

.لهم، ونعمة منه
حدثنا محمد بن عبد الأعلى، قال: حدثنا محمد بن ثور، عن معمر، عن قتادة: (وخروا له سجدًا) ، قال:

.وكانت تحية الناس يومئذ أن يسجد بعضهم لبعض
الضحاك نے کہا یہ اس دور کا سلام تھا

.حدثنا ابن وكيع، قال: حدثنا المحاربي، عن جويبر، عن الضحاك: (وخروا له سجدًا) قال: تحيةٌ بينهم
اسی قول کو ابن کثیر نے قبول کیا ہے البتہ راقم ان اقوال کو رد کرتا ہے کیونکہ الضحاك حدیث میں ضعیف ہے اور قتادہ مدلس ہے معلوم نہیں کس سے یہ اقوال لیے

لہذا مضمون نگار کا سند کی غیر موجودگی میں ضحاك اور عطا سے منسوب اقوال پر اعتماد کرنا عجیب بات ہے

ایک صاحب نے قتادہ پر جرح کرنے کی بجائے ابن کثیر پر بھڑاس نکالی اور شروع میں ابن عباس کا قول بھی بلا معرفت سند لکھ ڈالا

سجدہ شکر کو سجدہ تعظیمی بنانے کے مجرم کون؟

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ جو جلیل القدر صحابی رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ میں بڑے پائے کے عالم ہیں، فرماتے ہیں کہ یہ اللہ کو سجدہ شکر تھا

" انهم خروا له اى لاجل وجد انه سجدا لله تعالىٰ، وحاصل الكلام، ان ذلک السجود كان سجود اللشكر فالمسجود له هو الله، الا ان ذالک السجود انما كان لاجله .... (التفسیر الکبیر للامام رازی جلد ۱۷، صفحہ ۲۱۲)

ترجمہ: "وہ گر پڑے اس کے لئے یعنی اس کے مل جانے کی وجہ سے اللہ کو سجدہ کرتے ہوئے اور حاصل کلام یہ ہے کہ یہ سجدہ، سجدہ شکر تھا اور اللہ کو کیا گیا تھا اور اس سجدہ شکر کی وجہ یوسفؑ (پر اللہ کے انعام) تھے۔

جلیل القدر صحابی کی واضح بات کے بعد پھر کسی اور بات کی طرف التفات کی ضرورت نہ تھی لیکن ابن کثیر (جس کی

تفسیر کے متعلق مشہور کیا گیا کہ اس تفسیر نے قرآن کی تشریح کا حق ادا کر دیا ہے) جیسا قد آور سہارا سجدہ تعظیمی کو مل گیا، ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں اور مشرکانہ باتوں کے ساتھ یہاں بھی لکھ دیا کہ یہ یوسف علیہ السلام کو سجدہ تعظیمی کیا گیا تھا اور ان کی شریعت میں غیر اللہ کو سجدہ کرنا جائز تھا بس پھر کیا تھا، امت کی بدنصیبی ہے کہ کسی بھی غلط

بھائی بھول گئے کہ ابن کثیر سے صدیوں پہلے طبری یہ اقوال تفسیر میں قتادہ کی سند سے اور الضحاک کی سندوں سے لکھ چکے ہیں لہذا یہ بات جہاں سے شروع ہوئی وہاں جانا چاہیے

سجدہ کی کیفیت

عربی میں سجد زمین کی طرف جھکنے کے لئے ہے اور یہ جھکنا اتنا بھی ہو سکتا ہے جو رکوع جیسا نہ ہو ایسا آج کل بھی جاپان میں معروف ہے جو ان کا سلام کا طریقہ ہے - کہا جاتا ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتے انسانی شکل میں اجنبی بن کر آئے تو ابراہیم نے ان اجنبیوں کو سلام کیا تھا نہ کہ جھکے- راقم کہتا ہے ابراہیم علیہ السلام نے وہ کیا جو اللہ کی طرف سے ان کو حکم تھا اگر یوسف علیہ السلام کی ملاقات یعقوب علیہ السلام سے کنعان میں ہوتی تو وہ بھی ایک دوسرے کو سلام ہی کرتے -

جب ان کے بھائی مصر کے دربار میں پہنچے تو یوسف کے بھائی شرم و ندامت سے جھک گئے اور اس طرح وہ خواب حق ہو گیا جو دیکھا تھا – یہ سجدہ تعظیمی نہ تھا یہ صرف زمین کی طرف جھکنا تھا - ممکن ہے کہ انہوں نے رسم دربار کے تحت جھک کر اپنی اطاعت کا اظہار کیا جس کو الانحناء بھی کہا جاتا ہے- حاکم سے ملاقات پر آپ اس کے سامنے تھوڑا جھکیں یہ طریقه کار معروف تھا کہ آپ اگر اسی ملک کے باسی ہوں – اگر اگر آپ کسی دوسرے علاقے کے ہوں اور آپ دوسرے ملک کا سفر کریں تو طریقہ کار یہ تھا کہ اجنبی ملک کے حاکم سے ملاقات پر آپ کچھ نہیں کریں گے، وہ جان لے گا کہ آپ اس ملک کے نہیں ہیں ، سفیر ہیں یا مسافر ہیں-یوسف علیہ السلام نے جب یہ دیکھا تو فرمایا

وَقَالَ يَا أَبَتِ هَٰذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ مِن قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا ۖ
اے باپ یہ میرے پچھلے خواب کی تاویل تھی (آج) میرے رب نے اس کو حق کر دیا

ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ سجدہ کی یہ کیفیت الله کے شکر و سپاس کے تحت نہیں ہوئی بلکہ شرم و ندامت کے تحت بھائیوں کا جھکنا ہوا اور چونکہ وہ سب بڑے بھائی تھے ان تمام کا ایک ساتھ یوسف کے سامنے جھکنا ممکنات میں سے نہ تھا -یوسف علیہ السلام کو الله تعالی تاویل خواب کا علم بہت پہلے دے چکے تھے لہذا یوسف جان چکے تھے کہ ان کے خواب کا کیا مطلب ہے اور آگے کیا ہو گا لیکن صرف منتظر تھے کہ ایسا کب ہوتا ہے

ڈاکٹر عثمانی کی تفسیری رائے اور مزید مباحث

سورہ یوسف میں ہے کہ یوسف علیہ السلام کا خواب پورا ہوا
پھر جب یوسف کے پاس آئے   فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّـٰهُ اٰمِنِيْنَ
تو اس نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا مصر میں داخل ہو جاؤ اگر اللہ نے چاہا تو امن سے رہو گے۔
وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَـهٝ سُجَّدًا ۖ وَقَالَ يَآ اَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُؤْيَاىَ مِنْ قَبْلُ ؕ قَدْ جَعَلَـهَا رَبِّىْ حَقًّا ؕ وَقَدْ اَحْسَنَ بِىٓ اِذْ اَخْرَجَنِىْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطَانُ بَيْنِىْ وَبَيْنَ اِخْوَتِىْ ۚ اِنَّ رَبِّىْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ۚ اِنَّهٝ هُوَ الْعَلِيْـمُ الْحَكِـيْـمُ
اور اپنے ماں باپ کو تخت پر اونچا بٹھایا اور اس کے آگے سب سجدہ میں جھک گئے ، اور کہا اے باپ میرے اس پہلے خواب کی یہ تعبیر ہے، اسے میرے رب نے سچ کر دکھایا، اور اس نے مجھ پر احسان کیا جب مجھے قید خانے سے نکالا اور تمہیں گاؤں سے لے آیا اس کے بعد کہ شیطان مجھ میں اور میرے بھائیوں میں جھگڑا ڈال چکا، بے شک میرا رب جس کے لیے چاہتا ہے مہربانی فرماتا ہے، بے شک وہی جاننے والا حکمت والا ہے۔

راقم کہتا ہے ایسا مطلب جو اہل زبان کو یعنی ایک عام بکری چرانے والے عرب   کو قرآن سے ملے وہی اصل ہے کیونکہ قرآن قریش کی عربی میں ہے – آسان عربی میں ہے- واضح عربی میں ہے – اس کے مطلب کو تفسیر و تاویل کر کے صرف آیات متشابہات جو ذات باری تعالی پر ہیں ان میں سمجھا جاتا ہے – آیات متشابہات کے علاوہ تاویل کرنا صحیح نہیں ہے – مثلا
اللہ نے کہا
و هو معكم اين ما كنتم
وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو
یہاں مطلب اللہ تعالی کا بذات انسانوں کے ساتھ موجود ہونا اگر لیں تو ہم سب ذات الہی میں حلول کر جائیں گے اور لا فانی ہو جائیں گے – اس بنا پر ان آیات کی تاویل کی جاتی ہے اور ان پر ایمان لایا جاتا ہے کیفیت کی کھوج نہیں کی جاتی

سجدہ اللہ تعالی کو کیا یہ تفسیر تاویل پر مبنی ہے کہ اصل مفہوم سے ہٹا کر آیت کو الگ طرح سمجھا جائے- ایسا صرف ان آیات پر کیا جاتا ہے جن میں اللہ کا ذکر ہو مثلا
وجاء ربك والملك صفا صفا
أور اللہ آئے گا اور اس کے فرشتے صف در صف
اللہ آئے گا یہ نزول کرے گا ہم تفسیر نہیں کرتے – ہم اس کو بدل کر کہتے ہیں کہ اللہ تجلی کرے گا – وہ نہ مخلوق کے ساتھ اترتا ہے، نہ چڑھتا ہے، نہ ان کے ساتھ چلتا ہے – وہ عرش پر مستوی ہے – اسی عرش کے ساتھ محشر میں ظاہر ہو گا

اللہ فرشتوں کے ساتھ چلتا ہوا نہیں آئے گا- یہاں اس کی شان کے مطابق ہم مفہوم لیتے ہیں کہ مقصد ظاہری الفاظ نہیں ہیں- لیکن یہ تاویل کا عمل مخلوق کے ساتھ نہیں کیا جاتا کہ انبیاء کے عمل کو بھی تاویل کر کے تبدیل کیا جائے

عثمانی صاحب کی تفسیری رائے : خواب والی شکل بنی، یوسف تخت پر تھے

الفاظ وَخَرّوا لَـهٗ سُجّدًا پر عثمانی صاحب کی تفسیری رائے یہ ہے کہ یہاں سجدہ اللہ تعالی کو کیا گیا - یہ تفسیری رائے اہل سنت و اہل تشیع میں چلی آ رہی ہے لیکن یہ تاویل پر مبنی ہے - مزید براں اس کو حتمی نہیں کہا جا سکتا کیونکہ یہ متن قرآن سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ محض ایک قول کی حیثیت رکھتی ہے - عثمانی صاحب نے ایک سوال کے جواب میں اس سجدہ پر کہا

105 ۔ سوال: یوسف علیہ السلام کے حوالے سے سجدے کا جو ذکر ہے اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب : وہ جو بتایا کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں کہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔۔۔۔تو تعبیر کے معنیٰ یہ تو نہیں ہوتے کہ وہی اصل چیز ہو۔تو وہاں بھی "خروا له سجدا" جو آیا ہے کہ یوسفؑ اپنے تخت پر بیٹھے اور ماں باپ ان کے پیچھے ہیں۔ان کے بھائی آ گئے گیارہ اور انہوں نے سجدہ کیا اللہ کو خروا له ۔۔۔ گر پڑے وہ اللہ کے لئے سجدے میں جب وہ گرے ہیں تو پیچھے ماں، باپ نے بھی سجدہ کیا۔اور وہ شکل بن گئی جس کو دیکھا تھا انہوں نے۔تعبیر کے یہی معنیٰ تو ہوتے ہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ انہوں نے سجدہ کیا یوسفؑ کو بلکہ "له" کی ضمیر جو ہے وہ اللہ کے لئے ہے۔

دوسری بار کہا

جناب یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں اور والدین نے سجدہ کیا ؟
جواب
نہیں حضرت
وَخَرّوا لَهُ سُجّدًا ۖ
کہ اللہ نے یہ رحمت فرمائی- اس خاندان پر خَرّوا لَهُ - له کی ضمیر اللہ کے لئے ہے کہ اللہ کے لئے سجدہ میں گر پڑے
اور جن کا ایمان صحیح نہیں ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم کو بھی ہمارے یہ شاگرد سجدہ کریں
اس لئے یہ تفسیر نہ کر دیں کہ حضرت یوسف کو سجدہ ہے

عثمانی صاحب رحمہ اللہ علیہ نے جو منظر کشی کی ہے اس کے تحت یوسف اور ان کے والدین تخت پر ہیں- سامنے ان کے بھائی ہیں – اب سوائے یوسف کے سب اللہ کو سجدہ کرتے ہیں ، جو جہاں ہے وہیں سجدے میں گر جاتا ہے – سجدہ اللہ کو ہو رہا ہوتا ہے لیکن دیکھنے والی آنکھ میں منظر یہ ہے کہ یوسف بیچ میں تخت پر ہیں – وہی خواب والی شکل بن جاتی ہے

ڈاکٹر عثمانی رحمہ اللہ علیہ نے صوفیوں کے سجدہ تعظیمی کو رد کرنے کے لئے اس تشریح کو پسند کیا کہ اس سجدہ کو اللہ کی طرف قرار دیا جائے - اہل طریقت کی باطل تشریحات کا ہم رد کرتے ہیں - لیکن یہاں عثمانی صاحب کی تفسیر کہ له کی ضمیر اللہ کی طرف ہے اس کا کوئی قرینہ موجود نہیں ہے - عثمانی صاحب نے اس کو نماز جیسا سجدہ سمجھا ہے کیونکہ ان کے ذہن میں صوفیوں کا عمل ہے کہ کہیں اس آیت کو سجدہ تعظیمی کی دلیل نہ سمجھ لیا جائے - ان کی فکر اپنی جگہ صحیح ہے کہ صوفیوں کا سجدہ تعظیمی   نماز کی ہیت کا سجدہ ہوتا ہے اور اس کو ہر مومن رد کرتا ہے - لیکن قرآن میں یہاں له کی ضمیر یوسف علیہ السلام ہی کی طرف ہے اور یہ سب خواب کی منظر کشی ہو رہی ہے جو تمثیل کے جامے سے نکل کر حقیقت کا روپ لے رہی ہے - خواب میں دیکھا تھا کہ سورج، چاند، ستارے سب یوسف کو سجدہ کر رہے ہیں - اب یہ حقیقت بنا کہ یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے بدوی زندگی کو خیر باد کہا اور مصری وزیر (یوسف) کے ساتھ تحت رہنا قبول کیا -

عثمانی صاحب کا مدعا ہے کہ سجدہ کے وقت وہی خواب والی شکل بنی - جس طرح کعبہ ایک عمارت ہے الله نہیں ہے لیکن اللہ کا حکم ہے کہ اس کو اگر سجدہ کرنا ہے تو کعبہ کی طرف رخ کیا جائے - اسی طرح معاملہ نیت کا ہے کہ سجدہ کرتے وقت نیت اللہ کو سجدہ کرنے کی تھی لیکن یوسف بیچ میں کرسی پر بیٹھے تھے وہی خواب والی شکل بن گئی-

عثمانی صاحب نے چند جملوں میں اپنی تفسیری رائے بیان کی ہے لیکن دلیل کوئی نہیں دی - بعض لوگوں نے شوق تقلید میں عثمانی صاحب کی بات کو مکمل سمجھے بغیر ان کی رائے کے لئے دلائل بیان کیے

طائفہ اول کا موقف : خواب اور حقیقت الگ تھے ، یوسف نے بھی سجدہ اللہ کو صف بنا کر کیا

ایک طائفہ نے دعوی کیا کہ   سورہ یوسف کی آیت ۱۰۰ کی عملی شکل میں سجدہ اللہ تعالی کو کیا گیا اور باقاعدہ صف بنا کر کیا گیا جس میں خود یوسف علیہ السلام شریک ہوئے- یہ بات متن قرآن میں نہیں ہے- اس گروہ نے موقف لیا ہے خواب میں اگرچہ سجدہ یوسف کو اجرام فلکی نے کیا تھا لیکن جب خواب نے عملی شکل لی تو اس وقت سجدہ اللہ کو ہوا -

چند سال قبل چھپنے والے مضمون میں اس گروہ نے آیت پر لکھا کہ یوسف علیہ السلام نے دیکھا سورج چاند اور ستارے ان کو سجدہ کر رہے ہیں

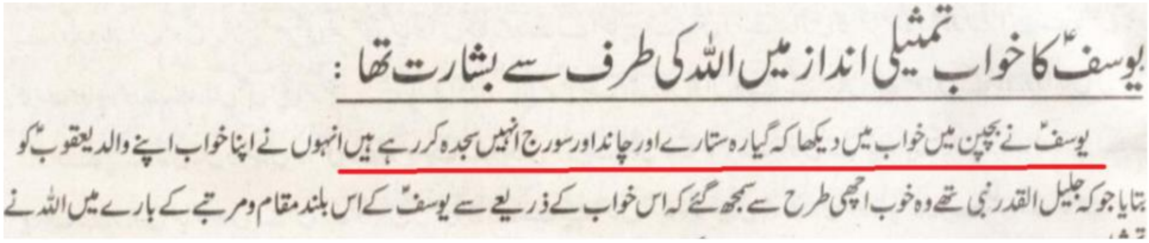

یوسفؑ کا خواب تمثیلی انداز میں اللہ کی طرف سے بشارت تھا :

یوسفؑ نے بچپن میں خواب میں دیکھا کہ گیارہ ستارے اور چاند اور سورج انہیں سجدہ کر رہے ہیں انہوں نے اپنا خواب اپنے والد یعقوبؑ کو
بتایا جو کہ جلیل القدر نبی تھے وہ خوب اچھی طرح سے سمجھ گئے کہ اس خواب کے ذریعے سے یوسفؑ کے اس بلند مقام و مرتبے کے بارے میں اللہ نے

صحیح ترجمہ یہی ہے

قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ
اے میرے والد! میں نے (خواب میں) گیارہ ستاروں کو اور سورج اور چاند کو دیکھا ہے، میں نے دیکھا وہ مجھے سجدہ کررہے ہیں

راقم کو حیرت ہوئی کہ اس گروہ نے اس آیت کو اپنے جدل کے لئے تختہ مشق بنایا ہوا ہے لیکن اس پر اپنے مضامین میں سے کسی ایک میں بھی انہوں نے اس آیت کا مکمل ترجمہ کرنے کی جرات نہیں

راقم کہتا ہے کہ اگر ہم یہ مان لیں کہ یہ سجدہ نماز جیسا تھا اور الگ سے صف بندی کر کے اللہ کو سجدہ کیا گیا تو خواب والی صورت کبھی بھی نہیں بنتی - راقم کہتا ہے کہ یعقوب علیہ السلام کے دور میں قبلہ کا کوئی تصور نہیں تھا ، یہاں تک کہ مصر میں موسی علیہ السلام تک کا کوئی ایک قبلہ نہ تھا بلکہ ہر شہر میں الگ الگ قبلہ مقرر کیا گیا تھا

وَأَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى وَأَخِيهِ أَنْ تَبَوَّآ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوتًا وَاجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قِبْلَةً وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ
اور ہم نے موسی اور اس کے بھائی کو الوحی کی کہ اپنی قوم کے لئے مصر میں گھر کرو اور ان گھروں کو قبلہ بنا لو اور نماز قائم کرو اور مومنوں کو بشارت دو (سورہ یونس)

یعقوب علیہ السلام یا ان کے بیٹے اللہ کو سجدہ کسی بھی رخ پر کر سکتے تھے - تفسیروں میں خر کے کلمہ پر لکھا گیا ہے

الخرّ: السقوط بلا نظام وبلا ترتیب - بغیر نظم و ترتیب کے نیچے آنا

اسی طرح یہ لوگ اس کے قائل ہیں کہ یوسف علیہ السلام نے بھی سجدہ کیا اور جب وہ سجدے سے اٹھے انہوں نے فرمایا یہ میرے خواب کی تاویل ہے - دوسری طرف عثمانی صاحب کہتے ہیں یوسف تخت پر تھے اور خواب والی شکل بنی - خواب والی شکل اس صورت میں بالکل نہیں بنتی اگر یوسف علیہ السلام بھی سجدہ کرتے

طائفہ دوم کا موقف : خواب اور حقیقت الگ تھے ،یوسف کو قبلہ کر، سجدہ اللہ کو کیا گیا

ایک دوسرے طائفہ نے عثمانی صاحب کی بات کو مکمل سمجھے بغیر تقریر و سوال و جواب میں یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ یوسف علیہ السلام کو قبلہ سمجھتے ہوئے سجدہ کیا گیا – جس طرح کعبہ مخلوق ہے اسی انداز میں یوسف کو قبلہ سمجھ کر سجدہ کیا گیا [3] –

راقم سمجھتا ہے کہ عثمانی صاحب کا مدعا ہرگز یہ نہیں ہے کہ یوسف علیہ السلام کو قبلہ مقرر کر کے اللہ کو سجدہ ہوا بلکہ ان کے نزدیک جو جہاں تھا وہیں سجدے میں چلا گیا (یوسف اس وقت بیچ میں تھے) تو اتفاقا خواب والی شکل بھی بنی – دل میں نیت اللہ تعالی کو سجدے کی تھی لیکن دیکھنے والوں نے دیکھا کہ یوسف کو سجدہ ہو رہا ہے –

بہر حال اس گروہ نے موقف اختیار کیا کہ یوسف علیہ السلام کو قبلہ بنایا گیا تھا، سجدہ اللہ کو کیا گیا اور یوسف قبلہ تھے – یہ قول بعض مفسرین نے بیان کیا ہے – الأخبار الموفقيات للزبير بن بكار میں ہے کہ ابو بکررضی اللہ عنہ کی خلافت کا سن کر أَبِي لَهَبِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمٍ کی اولاد میں سے کسی نے یہ شعر علی رضی اللہ عنہ کے لیے کہا

أَلَيْسَ أَوَّلَ مَنْ صَلَّى لِقِبْلَتِكُمْ ... وَأَعْلَمَ النَّاسِ بِالْقُرْآنِ وَالسّنَنِ
کیا وہ پہلے نہیں تھے جنہوں نے تمہارے **قبلے کے لئے نماز** پڑھی؟
اور انسانوں میں قرآن و سنت کے سب سے زیادہ خبر رکھنے والے ہیں

اس شعر میں ہے کہ قبلہ کے لئے نماز پڑھی جبکہ نماز اللہ کے لئے ہوتی ہے – اس سے بعض مفسرین نے دلیل لی ہے کہ وَخَرّوْا لَـهٗ سُجَّدًا میں له کی ضمیر اللہ کی طرف ہے کہ اللہ کے لئے یوسف کو سجدہ کیا گویا کہ یوسف کو قبلہ مانتے ہوئے ایسا کیا گیا – قرآن میں سورہ بنی اسرائیل میں ہے
أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَىٰ غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ ۖ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا
نماز قائم کرو سورج کے غروب کے لئے، سے لے کر رات کے چھا جانے تک اور فجر کا قرآن ! بے شک قرآن فجر کو دیکھا جاتا ہے
یہاں لِدُلُوكِ ہے یعنی ل + دلوک

دلوک کا مطلب غروب ہے اور ل اس میں اضافی ہے کہ سورج کے غروب کے لئے
یہ عربی کا محاوراتی انداز ہے اس کا اردو میں صاف ترجمہ ممکن نہیں ہے – مدعا یہ ہے کہ سورج کے غروب ہونے کا ہماری نماز سے کوئی براہ راست تعلق نہیں – سورج تو ہر صورت غروب ہو گا لیکن

---

[3] اسی بنا پر اردو میں بر صغیر میں بزرگ کو قبلہ و کعبہ کہہ کر مخاطب کیا جاتا تھا مثلا کسی کو خط لکھا تو شروع میں لکھا : حضرت قبلہ و کعبہ جناب فلاں صاحب ..... وغیرہ – البتہ یہ ذہن قبول نہیں کرتا کیونکہ انسان کو قبلہ کرنے کا تصور ہم کو شریعت میں معلوم نہیں ہے اور صرف اس آیت سے اس کا استخراج کیا گیا ہے

یہاں ل لگنے سے اس وقت کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے - غور کریں کہ نماز قائم تو اللہ کے لئے کی جاتی ہے نہ کہ سورج کے غروب کے لئے لیکن کوئی عرب اس کا یہ مطلب نہیں لیتا کہ نماز سورج کے غروب کے لئے پڑھو - اسی طرح بعض نے تشریح کی کہ سورہ یوسف میں خروا له سجدا میں ہے کہ یوسف کے لئے سجدہ میں گئے لیکن اللہ کو سجدہ کرنے کی غرض سے - قابل غور ہے کہ ان مفسرین کے نزدیک بھی ضمیر یوسف کی طرف ہے بس سجدہ اللہ کو ہے کیونکہ یہ نیت کا معاملہ ہے -

طائفہ سوم کا موقف: خواب اور حقیقت ایک ہی تھی دونوں میں سجدہ اللہ کو کیا گیا

حال میں ایک تیسرے طائفہ نے (جو دوسرے گروہ سے علیحدہ ہوا) اس نے موقف لیا ہے کہ اجرام فلکی نے ، یوسف کے لئے، اللہ کو سجدہ کیا تھا - اس عجیب و منفرد موقف میں عربی کو اردو زبان ہی بنا دیا گیا - اس گروہ کی طرف سے ایک صاحب ترجمہ کرتے ہیں

﴿إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ﴾ (یوسف: 4)

”(یاد کرو) جس وقت یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا اے میرے ابا جان! بے شک میں نے (خواب میں) دیکھا۔ گیارہ ستاروں کو اور سورج کو اور چاند کو میں نے اپنے لیے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا۔“

پہلے گروہ نے جو ترجمہ کیا ہے اس میں اعتراف کیا گیا ہے کہ خواب میں اجرام فلکی یوسف علیہ السلام کو ہی سجدہ کر رہے ہیں جبکہ اوپر والے ترجمے میں خواب تک میں تبدیلی کر کے یہ عندیہ دیا (جس کا کھل کر شد و مد سے پرچار کیا جا رہا ہے) کہ اجرام فلکی نے سجدہ اللہ کو کیا، یوسف کے لئے!!

یہ ترجمہ و موقف عقل سے عاری ہے اس پر اعتراض ہے کہ اگر سجدہ اللہ تعالی کو ہی اجرام فلکی کر رہے تھے تو یہ کوئی انوکھا خواب نہیں تھا کہ جس کو نہ بیان کیا جاتا اور بھائیوں سے خاندان والوں سے چھپایا جاتا بلکہ یہ تو عین حق ہے ، توحید ہے -

راقم کہتا ہے اس گروہ کا یہ ترجمہ غلط سلط ہے کیونکہ خواب میں سورج چاند اور گیارہ ستاروں کو دیکھا کہ وہ سجدہ کر رہے ہیں- یوسف نے سورج چاند اور گیارہ ستاروں کے نفس کا حال نہیں جانا تھا اور یہ ترجمہ کہ وہ میرے لئے سجدہ کر رہے ہیں اسی وقت ممکن ہے جب سورج چاند اور گیارہ ستارے یوسف سے کلام کرتے اپنے سجدہ کی نوعیت واضح کرتے - قرآن میں ان اجرام فلکی کے کلام کا ذکر نہیں ہے بلکہ صرف عمل دیکھنے کا ذکر ہے-

اس تیسرے گروہ نے اپنے موقف کے حق میں عربی اور اردو کو ملا کر   پیش کیا ہے - سورہ یوسف میں بیان ہوا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے ایک خواب دیکھا

قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ
اے میرے والد! میں نے (خواب میں) گیارہ ستاروں کو اور سورج اور چاند کو دیکھا ہے، میں نے دیکھا وہ مجھے سجدہ کررہے ہیں
ان لوگوں نے سادہ بات کہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں کو گنجلک اس طرح بنایا کہ کہا

سورة يوسف 4

اِذۡ قَالَ یُوۡسُفُ لِاَبِیۡہِ یٰۤاَبَتِ اِنِّیۡ رَاَیۡتُ اَحَدَعَشَرَ کَوۡکَبًا وَّ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ رَاَیۡتُہُمۡ لِیۡ سٰجِدِیۡنَ ﴿۴﴾
جب کہ یوسف نے اپنے باپ سے ذکر کیا کہ ابا جان میں نے گیارہ ستاروں کو اور سورج چاند کو دیکھا کہ وہ سب میرے ہاں سجدہ کر رہے ہیں ۔

یعنی یوسف کے گھر میں سجدہ کر رہے ہیں مثلا

سورة آل عمران 40

قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَکُوۡنُ لِیۡ غُلٰمٌ وَّ قَدۡ بَلَغَنِیَ الۡکِبَرُ وَ امۡرَاَتِیۡ عَاقِرٌ ؕ قَالَ کَذٰلِکَ اللّٰہُ یَفۡعَلُ مَا یَشَآءُ ﴿۴۰﴾
کہنے لگے اے میرے رب! میرے ہاں بچہ کیسے ہوگا؟ میں بالکل بوڑھا ہوگیا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے ، فرمایا اسی طرح اللہ تعالٰی جو چاہے کرتا ہے ۔

راقم کہتا ہے یہ اردو بولنے والوں نے عربی قرآن کو اپنی زبان پر ڈھال کر اس کو بدلا ہے

ہر زبان میں بول چال کا الگ الگ طریقہ ہے – جو محاروے ہم بولتے ہیں وہ عربی میں نہیں ہیں اور جو عربی میں ادب و زبان ہے وہ اردو کا نہیں ہے – یہاں ایسا ہی ہے – لی کا مطلب عربی میں مجھ کو یا مجھ سے ہے – میرے ہاں اس کا مطلب نہیں ہے – ہمارے ہاں بولنا یہ اردو ہے عربی نہیں ہے مثلا اردو میں ہم کہیں ہمارے ہاں آنا یعنی ہمارے گھر آنا – اس انداز میں عربی میں نہیں بولا جاتا

عربی میں ہے دخل علی   وہ ان پر داخل ہوا   یعنی ان کے حجرے میں یا گھر گیا - صحیح ترجمہ ہے

قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَکُوۡنُ لِیۡ غُلٰمٌ وَّ قَدۡ بَلَغَنِیَ الۡکِبَرُ وَ امۡرَاَتِیۡ عَاقِرٌ ؕ قَالَ کَذٰلِکَ اللّٰہُ یَفۡعَلُ مَا یَشَآءُ ﴿۴۰﴾

کہنے لگے اے میرے رب! میرے لئے لڑکا کیسے ہوگا؟ میں بالکل بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے ، فرمایا اسیطرح اللہ تعالٰی جو چاہے کرتا ہے ۔

سورہ کہف میں ہے کہ اصحاب کہف نے کہا

وَمَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَعُودَ فِيهَا   اور ہمارے لئے نہیں ہے کہ ہم اب واپس جائیں

اگر لنا کا ترجمہ ہمارے ہاں کر دیں تو ہو گا وَمَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَعُودَ فِيهَا اور ہمارے ہاں نہیں ہے کہ ہم واپس جائیں جبکہ اصحاب کہف کے گھر والے مشرک تھے - اسی طَرح محشر میں عیسی علیہ السلام رب العالمین سے عرض کریں گے

قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ

آپ پاک ہیں میرے لئے نہیں ہے کہ سوائے حق کے کچھ کہوں

اگر لی کا ترجمہ "میرے ہاں" کر دیں تو یہ گستاخی کا انداز بن جاتا ہے

لہذا صحیح ترجمہ یہی ہے

قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ

اے میرے والد! میں نے (خواب میں) گیارہ ستاروں کو اور سورج اور چاند کو دیکھا ہے، میں نے دیکھا وہ مجھے سجدہ کررہے ہیں

اس گروہ نے ترجمہ و شرح کی

اس موقعہ پر عزت افزائی کے لیے یوسف علیہ السلام والدین کو نہایت عزت اور احترام سے تخت پر اپنے برابر بٹھاتے ہیں، اور اللہ کی طرف سے یوسف علیہ السلام کو نبوت اور حکومت ملنے کی وجہ سے پورے خاندان کو جو مصر میں حکمران کی حیثیت سے داخل ہوئے تھے۔ اظہار تشکر کے لیے تمام خاندان یعقوب بشمول یوسف علیہ السلام اللہ کے سامنے سجدے میں گر پڑے۔ اس حال میں کہ اُن کے والدین اُن کے ساتھ تخت پر اور بھائی سامنے اللہ کے لیے سجدہ ریز ہو گئے۔ یہی مفہوم ہے خَرّ و لَہٗ سجداً یعنی وہ سب کے سب اللہ کے لیے سجدے میں گر پڑے۔ کیونکہ سجدے

تیسرا گروہ اس کا قائل ہے کہ اس سجدہ میں جو جہاں تھا وہیں اللہ کے لئے سجدے میں گر گیا والدین اور یوسف تخت پر تھے اور بھائی نیچے تھے - گویا کوئی صف بندی نہ ہوئی - مزیہ یہ کہ یہ سجدہ ، یوسف مل گئے اس وجہ سے   نہیں کیا گیا بلکہ بادشاہت مل جانے پر کیا گیا

قرآن جہاں یہ بیان کرتا ہے کہ مصر پہنچنے کے بعد یوسف علیہ السلام کے متعلق پورے حالات جاننے کے بعد یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو اپنے رویے اور سلوک پر نہایت شرمساری کا سامنا بھی تھا اور اللہ کی پکڑ سے ڈر بھی رہے تھے۔ اسی لیے انہوں نے اپنے والد یعقوب علیہ السلام سے درخواست کی تھی کہ وہ اللہ سے اُن کی غلطیوں اور مظالم کی معافی کے لیے دعا کریں۔ وہیں ان آیات سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ یوسف علیہ السلام کی آزمائشوں کا ایک طویل دور ختم ہو چکا ہے اور اللہ کی طرف سے یوسف علیہ السلام کو نبوت اور بادشاہت سے سرفراز کیا جا چکا ہے، اور اپنے والدین اور بھائیوں سے ایک لمبے عرصے کی جدائی کے بعد ملاقات کا وقت آ گیا ہے۔ اس موقعہ پر عزت افزائی کے لیے یوسف علیہ السلام والدین کو نہایت عزت اور احترام سے تخت پر اپنے برابر بٹھاتے ہیں، اور اللہ کی طرف سے یوسف علیہ السلام کو نبوت اور حکومت ملنے کی وجہ سے پورے خاندان کو جو مصر میں حکمران کی حیثیت سے داخل ہوئے تھے۔ اظہار تشکر کے لیے تمام خاندان یعقوب بشمول یوسف علیہ السلام اللہ کے سامنے سجدے میں گر پڑے۔ اس حال میں کہ اُن کے والدین اُن کے ساتھ تخت پر اور بھائی سامنے اللہ کے لیے سجدہ ریز ہو گئے۔ یہی مفہوم ہے خَرّ و لَہٗ سجداً یعنی وہ سب کے سب اللہ کے لیے سجدے میں گر پڑے۔ کیونکہ سجدے

یعقوب علیہ السلام نے تعبیر کی یا نہیں ؟

ان تین گروہوں کی مشترکہ غلطی ایک یہ بھی ہے کہ ان کا کہنا ہے کہ یعقوب علیہ السلام   نے خواب کی تعبیر کی جبکہ راقم اس موقف کو رد کرتا ہے - اس کی وجوہات کا ذکر نیچے آ رہا ہے - یعقوب علیہ السلام نے خواب   کو چھپانے کا ذکر کیا اور خواب پر تبصرہ کیا کہ اللہ تم پر مستقبل میں اپنی نعمت تمام کرے گا

وَكَذٰلكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْث وَيُتـِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْـرَاهِيْـمَ وَاِسْحَاقَ ۚ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْـمٌ حَكِـيْـمٌ

اور اسی طرح تیرا رب تجھے برگزیدہ کرے گا اور تجھے خواب کی تعبیر سکھائے گا اور اپنی نعمتیں تجھ پر اور یعقوب کے گھرانے پر پوری کرے گا جس طرح کہ اس سے پہلے تیرے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق پر پوری کر چکا ہے، بے شک تیرا رب جاننے والا حکمت والا ہے۔

یعقوب علیہ السلام اصل میں اس وعدہ الہی کی بنیاد پر تبصرہ کر رہے ہیں جو اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام سے کیا تھا

وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ ۖ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا ۖ قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِي ۖ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ

سورہ بقرہ ١٢٤
جب تمھارے رب نے ابراھیم کی آزمائش کلمات (احکام) سے کی، تو اس نے ان کو پورا کیا - کہا میں نے تجھ کو انسانوں پر امام کیا بولا اور میری اولاد ؟ کہا میرا وعدہ ظالموں کے لئے نہیں
یعقوب علیہ السلام نے اس خواب کو چھپانے کا حکم کیا

قَالَ يَا بُنَيّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَى إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوّ مُبِينٌ
کہا اے بیٹے اس خواب کا تذکرہ اپنے بھائیوں سے نہ کرنا ورنہ وہ تمھارے خلاف سازش کریں گے بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے

یہاں یوسف (علیہ السلام) غیر نبی کو یعقوب علیہ السلام نبوت کو بشارت دے رہے ہیں کہ عنقریب مستقبل میں یہ ہو گا کہ تم کو نبی بنایا جائے گا - معلوم ہوا کہ یوسف کا خواب الوحی نہیں تھا کیونکہ بشارت خواب کے بعد دی کہ ایسا ہوا گا، یہ نہیں فرمایا کہ تم تو نبی بن چکے ہو- اس طرح یہ خواب الوحی نہیں تھا لیکن ایک سچی خبر ضرور تھا جس طرح ایک مومن بندہ خواب دیکھتا ہے جو سچا ہو جاتا ہے - اس کے الوحی نہ ہونے کی متعدد وجوہات ہیں:

اول : یہ ممکن نہیں کہ ایک نبی خواب دیکھے اور اس کی تعبیر خود نہ کر سکے

غور کریں کہ انبیاء کا خواب اللہ کا براہراست حکم ہوتا ہے اور ایک نبی خواب دیکھے اور اس کا حکم و مدعا سمجھ ہی نہ سکے کیسے ممکن ہے؟ یہاں تک کہ اس خواب کو سمجھنے کے لئے اس کو کسی دوسرے نبی کو تلاش کرنا پڑے

دوم : الوحی کو اخفاء رکھنا ظلم ہے
انبیاء پر تو لازم ہے کہ جو بھی الوحی ہو اس کو ببانگ دھل بیان کریں ،اللہ ان کو لوگوں سے بچاتا ہے

سورہ المائدہ ٦٧ میں
يَا أَيُّهَا الرّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ
اے رسول پھیلا دو جو تمھارے رب نے تم پر نازل کیا اگر تم نے ایسا نہ کیا تو رسالت کو نہیں ادا کیا اور بے شک اللہ لوگوں سے بچائے گا

فرمان مصطفی ہے
جس کو علم کی بات معلوم ہو اوروہ اس کو چھپا دے تو اس کو اگ کا طوق ڈالا جائے گا حدیث

ان فرمودات کی روشنی میں واضح ہے کہ یعقوب نے اس کو اپنے غیر نبی بیٹے یوسف کا سچا خواب سمجھا جس کو ابھی نبوت نہیں ملی لیکن عنقریب اس پر نعمت تمام ہو گی اور وہ نبی بن جائے گا- یوسف علیہ السلام کا یہ خواب اسی طرح سچی خبر تھا جس طرح ایک عام مومن بندے کو سچا خواب ہوتا ہے جو پورا ہوتا ہے- یعقوب علیہ السلام اس وقت نبی تھے انہوں نے جو کہا اس میں اس کا کہیں اثبات نہیں ہے کہ تم اے یوسف، نبی بن چکے ہو ، بلکہ ان کے نزدیک ابھی یوسف پر اتمام نعمت نہیں ہوا تھا – نبی بننا ہی سب سے بڑی نعمت ہے جو یوسف کو اس وقت نہیں ملی تھی

سوم : یعقوب علیہ السلام نے خواب سمجھایا

یعقوب علیہ السلام نے تبصرہ فرمایا کہ اے یوسف تم نے جو دیکھا کہ اجرام فلکی تم کو سجدہ کر رہے ہیں تو اس کا مطلب تم کو عزت ملنا ہے اور اس کی اصل تاویل اللہ تم کو ضرور دے گا کہ تم کو تاویل کا علم دے گا – یعقوب علیہ السلام کا یہ کہنا کہ تم کو تاویل کا علم دیا جائے گا یہ اسی خواب کے تناظر میں نبی کی پیشنگوئی ہے کہ اس خواب کی حقیقت اللہ تم پر واضح کرے گا

کہا جاتا ہے کہ انبیاء جب بھی خواب پر تبصرہ کریں گے وہ الوحی کے تحت ہو گا – راقم کہتا ہے کہ یہ تبصرہ و اندازہ لگانا ہے - اگر تعبیر ہوتی تو جب آیت ۱۰۰ میں سجدہ ہوتا ہے تو یوسف کہتے ہیں کہ یہ میرے خواب کی تاویل ہے جبکہ یعقوب کو کہنا چاہیے کہ دیکھا میں نے پہلے ہی بتا دیا تھا ایسا ہو گا – خواب کی تعبیر کا علم کیا تمام انبیاء کو ملی ہے ؟ اس پر کیا دلیل ہے ؟ انبیاء ذاتی تبصرہ و رائے بھی لے سکتے ہیں مثلا یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں کو حکم دیا کہ الگ الگ دروازے سے جانا اس طرح ان کا قیاس تھا کہ بیٹے کسی مصیبت میں نہیں پھنسیں گے لیکن منظور کچھ اور تھا - یونس علیہ السلام نے سمندری سفر کیا اور ان کو پانی میں پھینک دیا گیا وغیرہ

بعض لوگوں کا اصرار ہے کہ یعقوب علیہ السلام کے الفاظ کو تعبیر سمجھا جائے اس کے پیچھے ان کا مقصد ہے کہ آیت ۱۰۰ میں وارد سجدے کا یوسف سے ہٹا کر اللہ کی طرف کر دیا جائے – گویا ان لوگوں کے نزدیک خواب میں یوسف نے جو سورج و چاند تاروں کو ان کو سجدہ کرتے دیکھا تو وہ سجدہ بعد میں ہونا ہی نہیں تھا- قرآن میں واضح ہے کہ سجدہ کے بعد یوسف نے سجدہ کو اپنے خواب کی تعبیر قرار دیا فرمایا میرے رب نے خواب کو سچا کر دیا

تاویل الاحادیث کا مطلب

اگر یہ مان لیا جائے کہ یعقوب علیہ السلام نے تعبیر کر دی تھی تو بعد میں یوسف علیہ السلام کو دربار میں یہ کہنے کی ضرورت نہ تھی کہ ابا جان یہ میرے خواب کی تعبیر ہے – بلکہ یہ اباجان یعقوب علیہ السلام کو کہنا چاہیے تھا کہ یہ تعبیر میں نے ہی تو پہلے بتائی تھی – لیکن ایسا نہیں ہوتا – قرآن میں ہے کہ سجدہ کے بعد یوسف علیہ السلام اپنے والد کو مطلع کرتے ہیں کہ

خواب کی اصل شکل یہ تھی - مزید یہ کہ اگر تعبیر بچپن میں ہی معلوم ہو گئی ہوتی تو یعقوب علیہ السلام یہ دعا نہ دیتے کہ اللہ تعالی تم کو اس خواب کی تعبیر سکھائے گا -

اب چونکہ بعض لوگوں نے دعوی کیا کہ یعقوب علیہ السلام نے اس خواب کی تعبیر یوسف کو بچپن میں ہی دے دی تھی تو انہوں نے آیت کا ترجمہ کیا

(ا) تجھے تیرا رب منتخب کرے گا (یعنی نبی بنائے گا)۔
(اا) باتوں کی تشریح کا علم دے گا۔
(ااا) تجھ پر اور آلِ یعقوب پر اسی طرح اپنی نعمتیں مکمل کرے گا جس طرح پہلے تیرے بزرگوں ابراہیم اور اسحاق علیہما السلام پر کر چکا ہے۔

یہاں پر تاویل الاحادیث سے مراد خواب کی تعبیر کا علم ہے انسانوں کی باتوں کی تشریح نہیں ہے - انبیا کو انسانی باتوں کا شارح نہیں بلکہ شریعت کا شارح مقرر کیا گیا ہے لیکن ایک مقام پر اس آیت میں خواب کی تعبیر کا ذکر کرنے کی بجائے یہ ترجمہ میں کیا گیا ہے- یہ ترجمہ بھی نذر احمد سے مستعار لیا گیا ہے لیکن خواب کی تعبیر کا مفہوم اس سے نکال دیا گیا ہے

اور تیرا رب اسی طرح تجھے چن لے گا اور تجھے سکھائے گا باتوں کا انجام نکالنا (خوابوں کی تعبیر) اور تجھ پر اپنی نعمت پوری کر دے گا اور یعقوب کے گھر والوں پر، جیسے اس سے پہلے تیرے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق پر اسے پورا کیا، بیشک تیرا رب علم والا، حکمت والا ہے۔ (۶)

تاریخ مطول از مسعود بی ایس سی جماعت المسلمین میں ترجمہ کیا ہے

یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی بچے ہی تھے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ گیارہ تارے، سورج اور چاند ان کو سجدہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے اس خواب کو اپنے والد یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیان کیا۔ یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے میرے بیٹے اس خواب کو اپنے بھائیوں سے نہ بیان کرنا ورنہ وہ تمہارے خلاف کوئی سازش کریں گے۔ اس خواب سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں برگزیدہ کرے گا، تمہیں (علوم وفنون کی) باتوں کی سمجھ بوجھ عطا فرمائے گا، تم پر اور آل یعقوب پر اپنی نعمت کو اسی طرح پورا کرے گا جس طرح تمہارے دادا اور پر دادا اسحٰق اور ابراہیم (علیہما الصلوٰۃ والسلام) پر پوری کی تھی ۳؎

یہاں بھی ترجمہ میں اضافی الفاظ ڈال کر بدلا گیا ہے

تیسرا گروہ تاویل الاحادیث کو بادشاہت ملنا کہہ رہا ہے

یوسف علیہ السلام کے خواب کی صحیح تفسیر وتعبیر:

پہلا انعام یہ ہے کہ اللہ تجھے نبوت سے سرفراز کرے گا۔ یوسف علیہ السلام کی نبوت کی بشارت ہے۔ دوسرا انعام یہ ہے کہ اللہ تاویل الاحادیث کا علم دے گا۔ یعنی یوسف علیہ السلام کو بادشاہت کے منصب پر فائز کرنے کا باعث بنے گا۔ اس لیے معاملات کی اصلیت کو جاننے کا علم دیا جائے گا۔ تاویل والاحادیث میں بلاشبہ تعبیر الریاء یعنی خواب کی تعبیر کا علم بھی شامل ہے۔

ان نت نئے ترجموں اور نکتہ سنجیوں کی ضرورت کیوں پیش آ رہی ہے ؟ سورہ یوسف میں بادشاہت اور تاویل الاحادیث کو الگ الگ رکھا گیا ہے

رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ

بلاشبہ اللہ نے مجھے تمکنت دی اور تاویل الاحادیث (تعبیر وتاویل خواب) سکھائی

مجاہد کا قول ہے کہ یہ خواب کی تعبیر ہے حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ شُبَيْلٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ
<<{وَعَلَّمْتَنِي مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ} [يوسف: 101]، قَالَ: «عِبَارَةُ الرُّؤْيَا

ضمائر قرآن کو حسب منشا ایڈجسٹ کرنا

جو سجدے کو اللہ کی طرف قرار دیتے ہیں ان میں سے بعض اس کے قائل ہیں کہ حسب ضرورت قرآن میں وارد ضمیروں کو آگے پیچھے کیا جائے گا – اس حوالے سے ان کے پیش کردہ دلائل تار عنکبوت سے کم نہیں ہیں - ایک مضمون میں ایک صاحب نے لکھا

ضمیر کا معاملہ:

کچھ لوگ اس قسم کی سطحی باتیں کرتے نظر آتے ہیں کہ سورہ یوسف کی آیت ”خرو اله سجداً“ میں له کی ضمیر اللہ کی طرف نہیں کی جاسکتی کیونکہ پیچھے یوسفؑ کا ذکر چل رہا ہے اور قاعدے کی رو سے ضمیر اپنے سے پچھلے اسم کی طرف راجع ہونی چاہیے یہ ایک عامیانہ سا اعتراض ہے کیونکہ عربی ادب کا یہ قاعدہ ہے اگر بات بالکل صاف ہوتی ہے اور سننے والے کے غلطی کرنے کا کوئی اندیشہ نہیں ہوتا تو پہلے اسم کا ذکر نہیں کیا جاتا اور صرف اسکی ضمیر لے آئی جاتی ہے جیسے قرآن میں ہے:

انا انشانهن انشاء ○ فجعلنهن ابکارا ○ (سورۃ الواقعہ آیت: ۳۵-۳۶)

ترجمہ: ”ہم نے ان (کی بیویوں) کو ایک خاص اُٹھان سے اٹھایا ہے اور ہم ان کو رکھیں گے کنواریاں“

یا سورہ یٰس آیت ۶۹ میں: وما علمنه الشعر وما ینبغی له

ترجمہ: ”اور ہم نے ان کو شعر کی تعلیم نہیں دی۔ اور یہ ان کے شایانِ شان بھی نہیں۔“

راقم کہتا ہے یہ قاعدہ کہتا ہے کہ اسم بعد میں آئے گا ضمیر پہلے- اس کو عود الضمیر علی متأخر کہا جاتا ہے - سورہ یوسف میں سجدے والی بات کے بعد باپ کا اسم آیا ہے نہ کہ اللہ تعالی کا ذکر ہے

وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَـهٗ سُجَّدًا ۖ وَقَالَ يَـآ اَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُؤْيَاىَ مِنْ قَبْلُ ۠ قَدْ جَعَلَـهَا رَبِّىْ حَقًّا
اور اپنے ماں باپ کو تخت پر اونچا بٹھایا اور اس کے آگے سب سجدہ میں جھک گئے، اور کہا اے باپ میرے اس پہلے خواب کی یہ تاویل ہے، میرے رب نے اس خواب کو سچ کر دکھایا،

یہاں رویا کا لفظ ہے جو عربی میں مونث ہے اور لفظ تاویل مذکر ہے - اردو میں الٹا ہے خواب مذکر ہوتا ہے اور اس کی تاویل کو مونث بولا جاتا ہے - عربی میں ایسا نہیں ہے - یوسف نے خواب سچا ہونے کی بات کی ہے اور خواب میں سجدہ یوسف کو کیا جا رہا تھا اللہ تعالی کو نہیں - وَخَرُّوْا لَـهٗ کے بعد اسم کہاں ہے جس کی طرح یہ الھا کی ضمیر جا رہی ہے ؟ بلکہ ایک اور مونث ضمیر آ جاتی ہے جو جَعَلَـهَا میں ہے اور اس کی نسبت ربی سے ہے کہ اللہ نے اس رویا (مونث) خواب کو سچا کیا

تیسرے گروہ کے ایک صاحب کا کہنا ہے

لَـہٗ کی ضمیر اسی آیت میں آگے آنے والے اسم ربی کی طرف راجع ہے۔ کیونکہ معاملہ اللہ کے سجدے کا ہے۔

جبکہ ربی کی نسبت قَدْ جَعَلَـهَا رَبِّىْ میں الها کی ضمیر سے ہے - له کی ضمیر کو قَدْ جَعَلَـهَا رَبِّىْ کی ضمیر سے ملایا نہیں جا سکتا کیونکہ قَدْ جَعَلَـهَا رَبِّىْ میں مونث ضمیر ہے اور خروا له میں مذکر ہے - صحیح بات یہ ہے کہ قَدْ جَعَلَـهَا رَبِّىْ میں مونث خواب یا الرویا ہے

بعض کے نزدیک وَخَرُّوْا لَـهٗ اور قَدْ جَعَلَـهَا رَبِّىْ غیر متعلق ہیں لیکن اب یہاں ایک جملہ بیچ میں ہے - عربی میں اس کا کوئی قرینہ نہیں ہے کہ جب عود الضمیر علی متأخر والا جملہ ہو تو ضمیر اور اسم کے درمیان ایک دوسرا مکمل جملہ وارد ہو جائے - جیسا یہاں ہے اور کہا اے باپ میرے اس پہلے خواب کی یہ تاویل ہے.... کیونکہ یہ ایک مسلسل جملہ نہیں رہتا اگر ضمیر اور اسم میں دوری ہو

افسوس انہوں نے عثمانی صاحب کی کتاب عذاب برزخ سے یہ بات بغیر سمجھے نقل کر دی ہے - حدیث قرع النعال میں ہے کہ مردہ سنتا ہے ان کے جوتوں کی چاپ کہ دو فرشتے آتے ہیں - اس حدیث کے متن میں نعالهما (جوتیوں) اور الملكين (فرشتوں) میں کوئی دوری نہیں ہے-

جبکہ سورہ یوسف کی یہ آیت نمبر ۱۰۰ عود الضمیر علی متأخر کی مثال نہیں بنتی

مثأل دی جاتی ہے کہ عربی میں بعض اوقات ضمیر اور اسم میں فاصلہ ہوتا ہے مثلا
فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا
پھر ہم نے کہا اس مردہ پر اس گائے کا ایک ٹکڑا مارو
یہاں بحث ضمیر کے بعد اسم آنے پر ہو رہی ہے نہ کہ اسم کے بعد ضمیر پر لہذا یہ سورہ بقرہ کی آیت کی مثال نہیں لی جا سکتی - جب اسم پہلے آ چکا ہو تو ضمیر کس کی طرف ہے اس میں اشکال بالکل نہیں ہوتا - اشکال اس وقت ہوتا ہے جب ضمیر پہلے ہو اور اسم بعد میں آئے- سورہ بقرہ کی اس آیت سے پہلے تفصیل سے گائے پر بات ہو چکی ہے

ضمیر کے حوالے سے کہا گیا کہ قرآن میں بعض ضمیروں کو ان کی اصل سے ہٹا کر لینا ہو گا مثلا

اسی طرح سورہ یوسف آیت نمبر ۱۱۰ میں بتایا گیا کہ:

حتیٰ اذا استیئس الرسل وظنوا انهم قد كذبوا جاء هم نصرنا (سورہ یوسف آیت:۱۱۰)

ترجمہ: "یہاں تک کہ جب رسول مایوس ہو گئے اور ان کو یقین ہو گیا کہ ان سے جھوٹ بولا گیا تھا تو ہماری مدد آ گئی"۔

سو یہاں بھی یہ ہرگز نہیں مانا جا سکتا کہ انهم میں "هم" کی ضمیر پیچھے کے اسم "الرسل" کی طرف راجع ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ رسولوں کو یقین ہو گیا کہ ان سے جھوٹ بولا گیا تھا۔ (نعوذ باللہ) اور یہ اللہ کے عام مومن بندوں کے ایمان سے بعید بات ہے کہ وہ اللہ کی مدد کے وعدوں کو جھوٹا سمجھنے لگیں تو رسول کے ایمان سے تو قطعاً ممکن نہیں لہذا ایمان تقاضا کرتا ہے کہ انهم کی ضمیر بعد میں آنے والے اسم قوم المجرمین کی طرف

راقم کہتا ہے یہ فیصلہ قرات سے ہو جاتا ہے - اس آیت کی قرات دو طرح منقول ہے- کُذِبُوا کے لفظ سے اور کُذِّبُوا کے لفظ سے

حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْاَسَ الرّسُلُ وَظَنّـوٓا اَنّـهُـمْ قَدْ كُذِبُـوْا جَآءَهُـمْ نَصْرُنَاۙ فَنُجِّىَ مَنْ نَّشَآءُ ۖ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ(110)

اور کذبوا تشدید کے ساتھ بھی ہے یعنی

قالون عن نافع

الآية رقم {110} من سورة (يوسف)

حَتَّىٰٓ إِذَا ٱسۡتَيۡـَٔسَ ٱلرُّسُلُ وَظَنُّوٓاْ أَنَّهُمۡ قَدۡ كُذِّبُواْ

یہاں تک کہ جب رسول نا امید ہونے لگے اورگمان کیا کہ (ماننے والوں کی جانب سے بھی) ان کا انکار کر دیا جائے گا تب انہیں ہماری مدد پہنچی، پھر جنہیں ہم نے چاہا بچا لیا، اور ہمارے عذاب کو نافرمانوں سے کوئی بھی روک نہیں سکتا۔

https://www.nquran.com/ar/ayacompare?sora=12&aya=110

اس طرح اپنی طرف سے ضمیریں فٹ نہیں کی جاتیں بلکہ ان کو اختلاف قرات سے احادیث سے سمجھا جاتا ہے

صحیح بخاری میں اس پر وضاحت موجود ہے

حدیث نمبر: 3389 حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ عُقَيْلٍ ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرَأَيْتِ قَوْلَهُ حَتَّى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا سورة يوسف آية 110 أَوْ كُذِبُوا، قَالَتْ: بَلْ كَذَّبَهُمْ قَوْمُهُمْ، فَقُلْتُ: وَاللَّهِ لَقَدِ اسْتَيْقَنُوا أَنَّ قَوْمَهُمْ كَذَّبُوهُمْ وَمَا هُوَ بِالظَّنِّ، فَقَالَتْ: يَا عُرَيَّةُ لَقَدِ اسْتَيْقَنُوا بِذَلِكَ، قُلْتُ: فَلَعَلَّهَا أَوْ كُذِبُوا، قَالَتْ: مَعَاذَ اللَّهِ لَمْ تَكُنِ الرُّسُلُ تَظُنُّ ذَلِكَ بِرَبِّهَا وَأَمَّا هَذِهِ الْآيَةُ، قَالَتْ: هُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ الَّذِينَ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَصَدَّقُوهُمْ وَطَالَ عَلَيْهِمُ الْبَلَاءُ وَاسْتَأْخَرَ عَنْهُمُ النَّصْرُ حَتَّى إِذَا اسْتَيْأَسَتْ مِمَّنْ كَذَّبَهُمْ مِنْ قَوْمِهِمْ وَظَنُّوا أَنَّ أَتْبَاعَهُمْ كَذَّبُوهُمْ جَاءَهُمْ نَصْرُ اللَّهِ، قَالَ أَبُو عَبْد اللَّهِ اسْتَيْأَسُوا سورة يوسف آية 80 افْتَعَلُوا مِنْ يَئِسْتُ مِنْهُ سورة يوسف آية 80 مِنْ يُوسُفَ وَلا تَيْأَسُوا مِنْ رَوْحِ اللَّهِ سورة يوسف آية 87 مَعْنَاهُ الرَّجَاءَ.

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا ‘ کہا ہم سے لیث نے بیان کیا ‘ ان سے عقیل نے ‘ ان سے ابن شہاب نے ‘ کہا کہ مجھے عروہ نے خبر دی کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے آیت کے متعلق پوچھا« (حَتَّى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوا) أَوْ كُذِبُوا؟» (تشدید کے ساتھ) ہے یا «كذبوا» (بغیر تشدید کے) یعنی یہاں تک کہ جب انبیاء ناامید ہو گئے اور انہیں خیال گزرنے لگا کہ انہیں جھٹلا دیا گیا تو اللہ کی مدد پہنچی تو انہوں نے کہا کہ (یہ تشدید کے ساتھ ہے اور مطلب یہ ہے کہ) ان کی قوم نے انہیں جھٹلایا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ پھر معنی کیسے بنیں گے ‘ پیغمبروں کو یقین تھا ہی کہ ان کی قوم انہیں جھٹلا رہی ہے۔ پھر قرآن میں لفظ « ظن. » گمان اور خیال کے معنی میں استعمال کیوں کیا گیا؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے چھوٹے سے عروہ! بیشک ان کو تو یقین تھا میں نے کہا تو شاید اس آیت میں بغیر تشدید کے « كذبوا » ہو گا یعنی پیغمبر یہ سمجھے کہ اللہ نے جو ان کی مدد کا وعدہ کیا تھا وہ غلط تھا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا معاذاللہ! انبیاء اپنے رب کے ساتھ بھلا ایسا گمان کر سکتے ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا مراد یہ ہے کہ پیغمبروں کے تابعدار لوگ جو اپنے مالک پر ایمان لائے تھے اور پیغمبروں کی تصدیق کی تھی ان پر جب مدت تک اللہ کی آزمائش رہی اور مدد آنے میں دیر ہوئی اور پیغمبر لوگ اپنی قوم کے جھٹلانے والوں سے ناامید ہو گئے (سمجھے کہ اب وہ ایمان نہیں لائیں گے) اور انہوں نے یہ گمان کیا کہ جو لوگ ان کے تابعدار بنے ہیں وہ بھی ان کو جھوٹا سمجھنے لگیں گے اس وقت اللہ کی مدد آن پہنچی

اس سے واضح ہوا کہ مضمون نگار کو نہ اختلاف قرات کا علم تھا نہ اس حدیث کا علم تھا ورنہ اس قسم کی غلطی نہیں کرتا

اسی گروہ کی جانب سے تقاریر میں مثال دی جاتی ہے کہ مریم کو بچہ فرشتے نے دیا تھا نہ کہ اللہ نے جبکہ قرآن ہے کہ فرشتے نے دیا - سورہ مریم میں آیت ١٩ میں ہے کہ جبریل علیہ السلام ، جب مریم علیہ السلام کے سامنے ظاہر ہوئے ان کو کہا

قرات عاصم بن ابی النجود میں ہے لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا میں تم کو ایک پاک لڑکا دوں

قرات أبو عمرو بن العلاء میں ہے ليهب لك غلاما زكيا وہ (الرحمان) تم کو ایک پاک لڑکا دے

قرأ قالون بخلف عنه، وورش، وأبو عمرو، ويعقوب: (ليهب لك غلاما زكيّا) بالياء، وقرأ الباقون: لِأَهَبَ لَكِ غُلاماً زَكِيًّا بالهمزة (1).

وقد أخبر الآلوسي أن الزهري، وابن مناذر، واليزيدي، والحسن، وشيبة قرءوها بالياء أيضا

قالون ، ورش ، ابو عمرو ، یعقوب نے قرات کی (ليهب لك غلاما زكيّا) ... اور الوسی نے خبر دی کہ

الزهري، وابن مناذر، واليزيدي، والحسن، وشيبة نے بھی یاء سے قرات کی

http://shamela.ws/browse.php/book-38020/page-143

اس طرح اختلاف قرات سے یہ مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے کہ لڑکا فرشتہ نے اپنی قوت سے نہیں دیا بلکہ اللہ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے ہوا

طائفہ چہارم کا موقف: خواب اور حقیقت ایک تھے، دونوں میں سجدہ یوسف کو کیا گیا

اس حوالے سے ایک طائفہ کا موقف یہ ہے کہ خواب ہو یا حقیقت دونوں میں سجدہ یوسف علیہ السلام کو ہی ہو رہا ہے اور یہ عجیب بات تھی اسی لئے چھپائی گئی - اس میں البتہ ان کا کہنا ہے کہ سجدہ نماز کی طرح کا اصطلاحی سجدہ تھا جو سات اعضا پر کیا جاتا ہے اور یہ اللہ کا حکم خاص تھا کیونکہ یوسف کا یہ خواب الوحی میں سے تھا - اس کی مثال آدم علیہ السلام کو ہونے والے سجدے جیسی ہے -

طائفہ پنجم کا موقف

چند دنوں پہلے ایک پانچواں گروہ بھی نکلا ہے جو اس کا قائل ہے کہ آسمان ہو یا زمین ہر جگہ اللہ کو سجدہ کا حکم دیا گیا تھا لہذا یوسف اور آدم دونوں کو سجدہ نہیں کیا گیا بلکہ صرف اللہ تعالی کو سجدہ کیا گیا اور قرآن کے الفاظ اسجدوا لآدم کا مطلب ہے "آدم کے لئے (اللہ کو) سجدہ کرو "- یہ عجیب و غریب ترجمہ عربی زبان کے قواعد کے خلاف ہے - اہل زبان اس کو قبول نہیں کرتے - یہ تفسرانہ موشگافی ہے جو تاویل ہے یعنی الفاظ کے ظاہر کو بدل دیا جائے - لیکن اس گروہ کو خود اپنے موقف کے اجزاء و بنیاد کا علم نہیں ہے بلکہ محض لفاظی سے قرآن کو اردو محاوراتی انداز پر ڈھال رہا ہے -

خلاصہ

طائفہ	سجدہ یوسف (ع)	سجدہ آدم (ع)
ڈاکٹر عثمانی کا موقف	سجدہ اللہ کو کیا گیا خواب والی شکل بنی یوسف بیچ میں تھے	آدم کو سجدہ کیا گیا
راقم کا موقف	سجدہ یوسف کو انحنا کی طرز پر کیا گیا خواب والی شکل بنی	آدم کو سجدہ کیا گیا
طائفہ اول : یعقوب علی گروپ	اللہ کو سجدہ کیا گیا یوسف نے بھی اللہ کو صف میں سجدہ کیا خواب کی شکل نہیں بنی	آدم کو سجدہ کیا گیا
طائفہ دوم : حنیف گروپ	یوسف کو سجدہ کیا گیا یوسف کو قبلہ کر اللہ کو سجدہ کیا گیا یوسف کو نہیں اللہ کو سجدہ کیا گیا ------------------- ان میں ہر دو سال بعد موقف بدلتا ہے	آدم کو سجدہ کیا گیا
طائفہ سوم: ارشد کرم الہی گروپ (حنیف گروپ سے نکلا)	اللہ کو سجدہ کیا گیا یوسف نے بھی اللہ کو سجدہ کیا خواب تک میں اللہ کو سجدہ کیا گیا کہ یوسف کے لئے اللہ کو سجدہ کیا گیا	آدم کو سجدہ کیا گیا
طائفہ چہارم : سعید احمد گروپ	یوسف کو نماز جیسا سجدہ کیا گیا خواب والی شکل بنی	آدم کو سجدہ کیا گیا
طائفہ پنجم: شوکت گروپ (ارشد گروپ سے نکلا)	اللہ کو سجدہ کیا گیا خواب تک میں اللہ کو سجدہ کیا گیا کہ یوسف کے لئے اللہ کو سجدہ کیا گیا	اللہ کو ہی سجدہ کا حکم کیا گیا- آدم کے لئے اللہ کو سجدہ کیا گیا !!

راقم کا موقف

راقم   طائفہ چہارم یعنی سعید صاحب کے گروپ کے موقف سے متفق بھی ہے اور اختلاف بھی کرتا ہے -اتفاق اس پر ہے کہ ہاں قرآن کی ضمیروں کے تحت خواب ہو یا حقیقت دونوں میں سجدہ یوسف علیہ السلام کو ہی ہو رہا ہے-اختلاف اس قول پر ہے کہ یوسف کا خواب اس وقت الوحی تھا – راقم کے نزدیک انبیاء کے قبل نبوت خواب الوحی نہیں ہیں – قرآن کے مطابق خواب کے وقت یوسف علیہ السلام پر حکم (نبوت) نہیں آیا تھا – علم و حکم دونوں چیزیں ان کو جوانی میں دی گئی ہیں

وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ

اور جب اپنی جوانی کو پہنچا تو ہم نے اسے حکم اور علم دیا، اور نیکوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حکم یوسف کو جوانی میں ملا اور یہ حکم نبوت کا حکم ہے – سورہ الانبیاء میں لوط علیہ السلام کے لئے آیا ہے وَلُوطًا آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا اور ہم نے لوط کو حکم اور علم دیا

مزید اختلاف اس موقف پر ہے   کہ آیت ۱۰۰ میں سجدے سے مراد نماز جیسا سات اعضا والا سجدہ مراد ہے – راقم کے نزدیک ایسا نہیں ہے بلکہ یہاں سجدہ کا لغوی مطلب مراد ہے کہ صرف جھکے یعنی انحنا کیا - سجدہ کا مطلب عربی میں صرف جھکنا ہے – اس کو نماز کا اصطلاحی سجدہ نہیں سمجھا جاتا – مثلا الصلوہ کا مطلب قرآن میں اکثر اوقات نماز ہے لیکن صلی کا لفظ آیا ہے جس کا مطلب درود بھی ہے-

ممکن ہے یہ کیفیت پیدا ہوئی جب بھائیوں نے یوسف کو تخت مصر پر والدین کے ساتھ دیکھا تو نفسیاتی کیفیت ایسی ہوئی کہ شرم سے زمین پر گر گئے یا معافی مانگنے جھک گئے یا   ممکن ہے کہ یہ حاکم و وزیر کے سامنے پیش ہونے پر حکومت کی عمل داری تسلیم کرنے کا انداز ہے یعنی یہاں یوسف علیہ السلام والے واقعہ میں بھائیوں نے نماز جیسا اصطلاحی سجدہ نہیں کیا بلکہ انحنا کیا یعنی تھوڑا سے جھک کر ان کو مصر کا وزیر تسلیم کیا-

حاکم سے ملاقات پر آپ اس کے سامنے تھوڑا جھکیں یہ طریقہ کار معروف تھا کہ آپ اگر اسی ملک کے باسی ہوں – اگر اگر آپ کسی دوسرے علاقے کے ہوں اور آپ دوسرے ملک کا سفر کریں تو طریقہ کار یہ تھا کہ اجنبی ملک کے حاکم سے ملاقات پر آپ کچھ نہیں کریں گے، وہ جان لے گا کہ آپ اس ملک کے نہیں ہیں ، سفیر ہیں یا مسافر ہیں-اس حوالے سے معلوم ہے کہ بعض بادشاہ جو ظالم تھے وہ نماز جیسے سجدہ کا مسافر کو حکم کرتے لیکن یہ   منفرد تھے اور اس کو پسند نہیں کیا جاتا تھا-

اس میں جب یعقوب علیہ السلام اپنے خاندان کے ساتھ نقل مکانی کر کے مصر میں داخل ہوئے تو انہوں نے وہاں کے مصری حاکم کی عمل داری کو قبول کیا اور رسم کے طور پر مصری حاکم کے وزیر

یوسف کے سامنے تھوڑا جھکے- قرآن میں اس عمل کو سجدہ کہا گیا ہے لیکن یہاں سجدہ کا مطلب زمین پر پیشانی لگانا نہیں ہے – زمین کی جانب تھوڑا سر جھکانے کو بھی عربی میں سجدہ کہا جاتا ہے- نماز نے رکوع، سجدہ وغیرہ کو ایک اصطلاح ضرور بنا دیا ہے لیکن اس سے ان الفاظ کا اصل لغوی مطلب تبدیل نہیں ہوتا جو مشرکین مکہ کی زبان میں تھا

عربی لغت تاج العروس من جواهر القاموس از الزَّبيدي کے مطابق سجد کا ایک مطلب إِذا انْحَنى وتَطَامَنَ إِلى الأَرض زمین کی طرف جھکنا بھی ہے – لغت مجمل اللغة لابن فارس کے مطابق وكل ما ذل فقد سجد ہر کوئی جو نیچے آئےاس نے سجد کیا- یہ اس کا لغوی مطلب ہے - یوسف کے خواب اور عملی شکل میں آیات میں سجدہ سے مراد لغوی مطلب ہے جو قریش بولتے تھے یہاں سجدہ کا اصطلاحی مطلب مراد نہیں ہے
سجدا کا مطلب سجدہ نماز نہیں ہے یہ عربی کا لفظ ہے قرآن کے نزول سے پہلے سے معلوم ہے اور اس کا مطلب زمین کی طرف لپکنا یا جھکنا ہے –

یوسف علیہ السلام کو سجدہ تعظیمی نہیں کیا گیا – انہوں نے جو خواب دیکھا وہ اپنے ظاہر میں مشرکانہ غیر شرعی تھا – لیکن خواب وہ نہیں تھا جو حقیقیت میں ہونا تھا –

کیا فرشتوں کا سجدہ انسان سے الگ ہے ؟

جب بعض نے یہ مان لیا کہ یوسف علیہ السلام کو نہیں بلکہ اللہ تعالی کو ہی سجدہ ہوا کیونکہ غیر اللہ کو سجدہ حرام ہے تو اس قول پر مزید اشکال و سوال پیدا ہوئے – ایک یہ کہ قرآن میں آ گیا ہے کہ آدم علیہ السلام کو فرشتوں سے سجدہ کروایا گیا – جو لوگ سورہ یوسف والے سجدے کو اللہ تعالی کو سجدہ قرار دیتے ہیں ان میں سے بعض کی جانب سے اس سجدے کو بدلنا ضروری سمجھا گیا کیونکہ اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالی نے ہی مخلوق کو سجدہ کا حکم دیا – اس پر دو تحریفات کی گئیں

اول اس وقت آسمان شریعت نہیں تھی
دوم فرشتوں کے سجدے کا ہم کو علم نہیں ہے

اس کا جواب یہ دیا گیا کہ توحید تو ہر وقت تھی کہ نہیں ؟ اللہ تعالی نے ہی مخلوق آدم کو سجدہ کا حکم کیا تو اللہ کچھ بھی حکم کر سکتا ہے – شریعت تو منہج کا نام ہے جو کیا عالم بالا میں اس میں توحید الگ ہے اور زمین پر الگ ہے ؟ ظاہر ہے ایسا نہیں ہے

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ فرشتوں کے سجدے کا ہم کو علم نہیں وہ انسان کی طرح نہیں ہیں- ان کی جانب سے ایک صاحب کا کہنا ہے

رفرشتے جوانسانوں سے

الگ مخلوق ہیں جن کو نہ ہم نے دیکھا ہے نہ ان کی ہیئت سے ہی واقف ہیں تو ان کے سجدے کی کیفیت سے کیا آگاہ ہوں کے ملا الیس الدین نے اپنے اس مضمون میں ان کے سجدے کی کیفیت تفصیل سے بتانے کی کوشش اس طرح کی ہے جیسے وہ عالم ملکوت ہی کے کوئی فرد ہوں کہ فرشتے سجدے میں پیشانی رکھتے اور اٹھاتے ہیں یہ ان کے سجدے کا طریقہ ہے مگر ان کو یہ نہ سوجھا کہ فرشتوں کو انسانی وجود تصور کر کے انسانوں کی طرح سجدہ کیسے کر دایا جا سکتا ہے پھر یہ

یہ لکھتے ہوئے مضمون نگار نے یہ نہیں سوچا کہ اس کی ضرب کہاں تک جائے گی

ڈاکٹر عثمانی اس کے قائل تھے کہ فرشتے لباس پہنتے ہیں، جوتیاں پہنتے ہیں، برزخ میں چل کر اتے ہیں - عثمانی صاحب نے فرشتوں کو ایک مرد کی صورت دی ہے - لیکن آج ان کی اس رائے کو بدلا جا رہا ہے اور کہا جا رہا ہے کہ فرشتوں کے سجدے کا ہم کو علم ہی نہیں ہے جبکہ اس پر احادیث موجود ہیں

یعنی فرشتوں کے رکوع و سجود کا انکار کر کے کہ وہ انسانوں سے الگ ہیں یہ جان چھڑانا ہے جبکہ خود ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے کہ وہ الگ شکل و نوعیت کے ہیں

برزخ میں سوال و جواب کے وقت فرشتے انسان کی طرف چلنے لگیں لیکن سجدہ کے وقت انسان سے الگ کریں اس کی کیا دلیل ہے ؟

صحیح بخاری میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز جبریل نے سیکھائی

کتاب: اس بیان میں کہ مخلوق کی پیدائش کیوں کر شروع ہوئی - باب : فرشتوں کا بیان۔

ترجمہ : ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا ان سے ابن شہاب نے   عمر بن عبدالعزیز رحمۃاللہ علیہ نے ایک دن عصر کی نماز کچھ دیر کر کے پڑھائی۔ اس پر عروہ بن زبیر رحمۃاللہ علیہ نے ان سے کہا۔ لیکن جبرئیل علیہ السلام (نماز کا طریقہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھانے کے لیے) نازل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ہو کر آپ کو نماز پڑھائی۔ حضرت عمرو بن عبدالعزیز نے کہا، عروہ ! آپ کو معلوم بھی ہے آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ عروہ نے کہا کہ (اور سن لو) میں نے بشیر بن ابی مسعود سے سنا اور انہوں نے ابومسعود رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرمار ہے تھے کہ   جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے مجھے نماز پڑھائی ۔ میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی ، پھر (دوسرے وقت کی) ان کے ساتھ میں نے نماز پڑھی، پھر ان کے ساتھ میں نے نماز پڑھی، پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی، اپنی انگلیوں پر آپ نے پانچوں نمازوں کو گن کر بتایا۔

صحیح مسلم میں ہے

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ امنی جبریل علیہ السلام عند البیت مرتین

ابن عباس کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیت اللہ کے پاس جبریل نے میری دو دفعہ امامت کی

ظاہر ہے جیسا سجدہ جبریل علیہ السلام نے کیا ویسا ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور امت کو سکھایا

ان لوگوں نے اپنے موقف کو اب بدل دیا ہے اور کہنا شروع کر دیا ہے کہ آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے سجدہ نہیں کیا بلکہ اللہ تعالی کو سجدہ کیا - قرآن میں باطل داخل نہیں ہو سکتا - قرآن میں سورہ ص میں موجود ہے کہ اللہ تعالی نے ابلیس سے پوچھا

قال يا إبليس ما منعك أن تسجد لما خلقت بيدي أستكبرت أم كنت من العالين قال أنا خير منه خلقتني من نار وخلقته من طين

کہا: اے ابلیس تجھ کو کس نے اس کو سجدہ کرنے سے روکا جس کو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا- کیا تو متکبر ہے کوئی بلند بالا ہے ؟ ابلیس نے کہا میں اس سے بہتر ہوں اگ سے بنایا گیا ہوں اور یہ تو مٹی سے بنا ہے

کیا شریعت میں سجدہ صرف اور صرف سات اعضا پر ہے ؟

سورہ یوسف میں بیان ہوا کہ یوسف نے دیکھا ان کو سجدہ ہو رہا ہے پھر آیت ١٠٠ میں بتایا گیا کہ گھر والوں نے سجدہ کیا – راقم نے کہا یہ صرف انحناء تھا یعنی رکوع جیسی کوئی رسم تھی -سوال اتا ہے کہ کیا عربی میں رکوع کو بھی سجدہ کہا جا سکتا ہے ؟

ایک مضمون نگار کا دعوی کہ حدیث میں جب بھی سجدہ کا لفظ آیا ہےوہ نماز والا ہی سجدہ ہے لکھتے ہیں

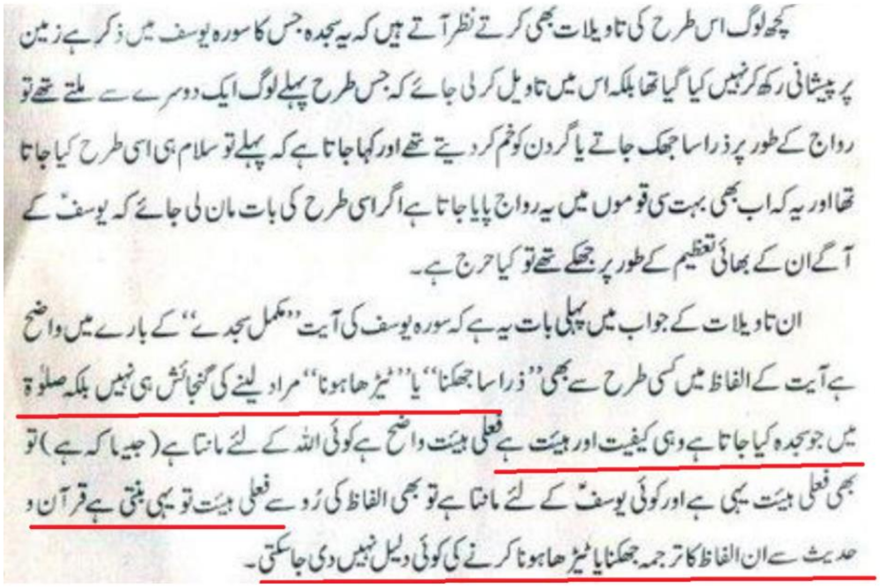
کچھ لوگ اس طرح کی تاویلات بھی کرتے نظر آتے ہیں کہ یہ سجدہ جس کا سورہ یوسف میں ذکر ہے زمین پر پیشانی رکھ کر نہیں کیا گیا تھا بلکہ اس میں تاویل کر لی جائے کہ جس طرح پہلے لوگ ایک دوسرے سے ملتے تھے تو رواج کے طور پر ذرا سا جھک جاتے یا گردن کو خم کر دیتے تھے اور کہا جاتا ہے کہ پہلے تو سلام ہی اسی طرح کیا جاتا تھا اور یہ کہ اب بھی بہت سی قوموں میں یہ رواج پایا جاتا ہے اگر اسی طرح کی بات مان لی جائے کہ یوسفؑ کے آگے ان کے بھائی تعظیم کے طور پر جھکے تھے تو کیا حرج ہے۔

ان تاویلات کے جواب میں پہلی بات یہ ہے کہ سورہ یوسف کی آیت ''مکمل سجدے'' کے بارے میں واضح ہے آیت کے الفاظ میں کسی طرح سے بھی ''ذرا سا جھکنا'' یا ''ٹیڑھا ہونا'' مراد لینے کی گنجائش ہی نہیں بلکہ صلوٰۃ میں جو سجدہ کیا جاتا ہے وہی کیفیت اور ہیئت ہے فعلی ہیئت واضح ہے کوئی اللہ کے لئے مانتا ہے (جیسا کہ ہے) تو بھی فعلی ہیئت یہی ہے اور کوئی یوسفؑ کے لئے مانتا ہے تو بھی الفاظ کی رُو سے فعلی ہیئت تو یہی بنتی ہے قرآن و حدیث سے ان الفاظ کا ترجمہ جھکنا یا ٹیڑھا ہونا کرنے کی کوئی دلیل نہیں دی جا سکتی۔

اس کا جواب حدیث سے مل جاتا ہے-عربی میں رکوع کی حالت کو بھی سجدہ کہا جاتا ہے کیونکہ یہ زمین کی طرف جھکنا ہے اور پیشانی زمین پر لگانا اس کی انتہی ہے -سنن ابن ماجہ میں ہے حدیث

نمبر: 1258 ح بَابُ: مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ: أَنْبَأَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، «فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ أَنْ يَكُونَ الْإِمَامُ يُصَلِّي بِطَائِفَةٍ مَعَهُ، فَيَسْجُدُونَ سَجْدَةً وَاحِدَةً، وَتَكُونُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ، ثُمَّ يَنْصَرِفُ الَّذِينَ سَجَدُوا السَّجْدَةَ مَعَ أَمِيرِهِمْ، ثُمَّ يَكُونُونَ مَكَانَ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا، وَيَتَقَدَّمُ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا فَيُصَلُّوا مَعَ أَمِيرِهِمْ سَجْدَةً وَاحِدَةً، ثُمَّ يَنْصَرِفُ أَمِيرُهُمْ وَقَدْ صَلَّى صَلَاتَهُ، وَيُصَلِّي كُلُّ وَاحِدٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ بِصَلَاتِهِ سَجْدَةً لِنَفْسِهِ، فَإِنْ كَانَ خَوْفٌ أَشَدَّ مِنْ ذَلِكَ، فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا» قَالَ: يَعْنِي بِالسَّجْدَةِ الرَّكْعَةَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف کی (کیفیت) کے بارے میں فرمایا: امام اپنے ساتھ مجاہدین کی ایک جماعت کو نماز پڑھائے، وہ ایک سجدہ کریں اور ایک گروہ ان کے اور دشمن کے درمیان حائل رہے- پھر یہ صف لوٹ جائے جس نے امیر کے ساتھ سجدہ کیا اور وہاں ان کے پاس (دشمن سے لڑنے) جائیں جنہوں نے نماز ابھی نہیں پڑھی –اب وہ لوگ جنہوں نے نماز نہیں پڑھی وہ آگے آئیں وہ امیر کے ساتھ ایک سجدہ کریں اور لوٹ جائیں – اب امام تو اپنی نماز سے فارغ ہو جائے گا، اور دونوں جماعتوں میں سے ہر ایک (اپنے مقام پر) ایک سجدہ اور کر لیں – اگر خوف و دہشت اس سے بھی زیادہ ہو، (صف بندی نہ کر سکتے ہوں) تو ہر شخص پیدل یا سواری پر نماز پڑھ لے- ابن عمر نے کہا سجدہ یہ رکوع ہے

یہ حالت جنگ میں نماز خوف کا ذکر ہے اور یہاں مروجہ سجدے نہیں صرف رکوع کرنا ہے-کتاب الاقتضاب في شرح أدب از أبو محمد عبد الله بن محمد بن السِّيد البَطَلْيَوسي (المتوفى: 521 هـ) ، الناشر: مطبعة دار الكتب المصرية بالقاهرة میں ہے

قال المفسر قد قيل سجد بمعنى انحنى، ويدل على ذلك قوله تعالى (وادخلوا الباب سجداً). ولم يؤمروا بالدخول على
جباههم، وإنما أمروا بالانحناء. وقد يمكن من قال القول الذي حكاه ابن قتيبة،
أن يجعل سجداً حالاً مقدرة، كما حكى سيبويه من قولهم: مررت برجل معه صقر صائداً به غداً، أي مقدراً للصيد عازماً عليه، ومثله قوله تعالى: (قل هي للذين آمنوا في الحياة الدنيا خالصة يوم القيامة)، ولكن قد جاء في غير القرآن مايدل على صحة ما ذكرناه. قال أبو عمرو الشيباني الساجد في لغة طيء: المنتصب، وفي

:لغة سائر العرب: المنحنى، وأنشد

لولا الزمام اقتحم الأجاردا ... بالغرب أو دق النعام الساجدا

:ويدل على ذلك أيضاً قول ميد بن ثور الهلالي

فلما لوين على معصم ... وكف خضيب وأسوارها
فضول أزمتها أسجدت ... سجود النصارى لأحبارها

مفسر نے کہا کہا جاتا ہے کہ سجدہ انحنا ہے اور اس پر دلیل اللہ کا قول ہے (وادخلوا الباب سجداً).
دروازہ میں سجدہ کرتے داخل ہو اور یہ حکم نہیں ہے کہ داخل ہوتے وقت اپنی پیشانی زمین پر رکھو بلکہ یہ انحناء کا حکم ہے

پھر اس بات کو عربی اشعار سے بھی ثابت کیا گیا- كنز الكتاب ومنتخب الآداب (السفر الأول من النسخة الكبرى) از مؤلف: أبو إسحاق إبراهيم بن أبي الحسن الفهري المعروف بالبونسي (651هـ) الناشر: المجمع الثقافي، أبو ظبي میں ہے

وممَّا جاء من السجود كناية عن الرّكوع حديث عبد الله بن عمر فيما روى عن عبد الرحمان بن أبي الزِناد عن موسى بن عقبة عن نافع عن ابن عمر انه كان يقول في صلاة الخوفِ: "يَقُومُ الإمام وتقوم معه طائفةٌ، وتكون طائفةٌ بينهم وبين العدو، فيسجد سجدةً واحدةً بمَن معه، ثم ينصرف الذين سجدوا سجدة، فيكونون مكان أصحابهم الذين كانوا بينهم وبين العدو، وتقوم الطائفة الأخرى الذين لم يصلوا، فيصلون مع الإمام سجدة ثم ينصرف الإمام، وتُصلي كلُّ واحدة من الطائفتين لأنفسهم سجدة سجدة،

فإن كان الخوف أكثر من ذلك فليصلوا قياما على أقدامهم، أو ركباناً علي ظهور الدوائب.

قال موسى بن هارون الطُّوسي: كُلُّ سَجْدَةِ في هذا الحديث فمعناها ركعة. سمعت أبا خيثمة يقول:أهلُ الحجاز يسمون الركعة سَجْدة.

اور سجدہ کو رکوع پر کنایہ کے طور پر لیا جائے یہ حدیث ابن عمر میں آیا ہے .... موسی بن هارون طوسی نے کہا اس حدیث میں سارے سجدے اصل میں رکوع کے معنی پر ہیں -أبا خيثمة کو کہتے سنا کہ اہل حجاز رکوع کو سجدہ بھی کہہ دیتے ہیں

جنگ میں بھی سجدے مروجہ سات اعضا پر نہیں ہیں جیسا اوپر ذکر کیا   - سنن البیہقی جلد 3 ص ٣٦٣ میں ہےکہ رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے امت کو مزید آسانی دی کہ فرمایا

قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ، حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ , عَنْ نَافِعٍ , عَنِ ابْنِ عُمَرَ , عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ قَوْلِ مُجَاهِدٍ: " إِذَا اخْتَلَطُوا فَإِنَّمَا هُوَ التَّكْبِيرُ وَالْإِشَارَةُ بِالرَّأْسِ "، وَزَادَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " فَإِنْ كَثُرُوا فَلْيُصَلُّوا رُكْبَانًا أَوْ قِيَامًا عَلَى أَقْدَامِهِمْ ". يَعْنِي: صَلَاةَ الْخَوْفِ

صَلَاةَ الْخَوْفِ میں إذا اختلطوا فانما هو التكبير والاشارة بالرأس

جب (فوجیں) گتھم گتھا ہو جائیں تو پھر بس تکبیر اور سر سے اشارہ (ہی نماز ادا کرنے کے لیے کافی) ہے اور حکم دیا کہ اگر شدت ہو تو سواری پر ہی نماز کر لو یا اتر کر سواری کے قدموں کے پاس یعنی نماز خوف

رکوع   کو اہل حجاز   سجدہ بھی کہہ دیتے ہیں اس کی دلیل صحیح مسلم میں ہے

وَحَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُرْوَةُ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ح قَالَ: وَحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، وَحَرْمَلَةُ، كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، وَالسِّيَاقُ لِحَرْمَلَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، حَدَّثَهُ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ سَجْدَةً قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ، أَوْ مِنَ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ، فَقَدْ أَدْرَكَهَا»، وَالسَّجْدَةُ إِنَّمَا هِيَ الرَّكْعَةُ

عَائِشَةَ، رضی اللہ عنہا نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو عصر میں ایک سجدہ ملا قبل اس کے کہ سورج غروب ہو یا صبح کی نماز میں قبل اس کے کہ سورج طلوع ہو اس نے نماز پا لی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ سجدہ بے شک رکوع ہے

معلوم ہوا کہ فقہ صحابہ کے تحت سجدہ کا لفظ حدیث میں بعض اوقات رکوع پر کنایہ کے طور بولا گیا ہے اور محققین کہتے کہ یہ اہل حجاز کا طریقہ ہے جن کی زبان میں سورہ یوسف نازل ہوئی ہے - اس علم کے بعد اس پر اصرار کرنا کہ سجدہ کا لفظ ہمیشہ پیشانی زمین پر لگانا ہے بے جا ہے

اب جب ہم اس کو تسلیم کریں کہ سجدہ کو رکوع یا انحنا لیا جا سکتا ہے تو پھر سورہ یوسف میں ذکر کردہ سجدے پر کوئی اشکال نہیں رہتا کیونکہ اس کا تعلق عبادت سے سرے سے ہی نہیں ہے - سورہ یوسف میں بیان کردہ سجدے پر بعض شارحین و مفسرین کی رائے یہی ہے کہ یہ سجدہ محض سر کو جھکا دینا تھا سات اعضا پر سجدہ کرنا مراد نہیں ہے -

تفسیر ابن عطیہ از أبو محمد عبد الحق بن غالب بن عبد الرحمن بن تمام بن عطية الأندلسي المحاربي (المتوفى: 542هـ) میں ہے

واختلف في هذا السجود، فقيل: كان كالمعهود عندنا من وضع الوجه بالأرض، وقيل: بل دون ذلك كالركوع البالغ ونحوه مما كان سيرة تحياتهم للملوك في ذلك الزمان
اس سجدے پر اختلاف ہے کہا جاتا ہے کہ یہ سجدہ زمین پر چہرہ رکھنے کا تھا اور کہا جاتا ہے بلکہ یہ رکوع یا اسی جیسا تھا

ابن حجر نے فتح الباری ج ١٢ ص ٣٧٦ میں ایک قول لکھا ہے
وَلَمْ يَقَعْ مِنْهُمُ السُّجُودُ حَقِيقَةً وَإِنَّمَا هُوَ كِنَايَةٌ عَنِ الْخُضُوعِ
اور یہ سجدے میں حقیقی نہیں گئے اور بے شک یہ کنایہ ہے الْخُضُوعِ پر

کتاب حاشيتا قليوبي وعميرة میں ج١ ص ١٨٠ از أحمد سلامة القليوبي وأحمد البرلسي عميرة ، دار الفكر - بيروت الطبعة: بدون طبعة، 1415هـ-1995م کے مطابق

قَوْلُهُ: (السُّجُودُ) وَهُوَ لُغَةً التَّطَامُنُ وَالذِّلَّةُ وَالْخُضُوعُ وَشَرْعًا مَا سَيَأْتِي، وَقَدْ يُطْلَقُ عَلَى الرُّكُوعِ، وَمِنْهُ {وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا} [يوسف: 100] كَمَا مَرَّ
اور اللہ کا قول السُّجُودُ تو یہ لغت میں کم ہونا یہ ذلت ہے اور خُضُوعُ ہے ... اور اس کا اطلاق رکوع پر بھی ہے اور اللہ تعالی کا قول {وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا} [يوسف: 100] میں

ایک مضمون نگار لکھتے ہیں کہ سورہ یوسف میں خر کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ سب سجدے میں گرے نہ کہ جھکے لہذا انہوں نے چند حوالے دیے یعنی تفسیر شیرازی ، تفسیر روح المعانی اور تفسیر ابی السعود وغیرہ

الا انه مع الالتفات الیٰ جملة " خروا " التی یعنی مفهومها الهوی نحو الارض فانه لا یستفاد من السجود فی الآیة الانحناء و الخضوع (هنا).

(الا مثل تفسیر شیرازی جلد ۷ صفحه ۲۲۰)

ترجمہ: "مگر یہ کہ لفظ "خرو" کو دیکھا جائے جس کا مطلب زمین کی طرف گرنا ہوتا ہے تو پھر یہاں اس آیت میں سجدے (کے لفظ) سے جھکنا یا ذرا ٹیڑھا ہونا بالکل بھی ظاہر نہیں ہو رہا"۔

وقیل ما کان ذٰلک الا انحناءً دون تعفیر الجباه ، و یاباه الخرور (تفسیر ابی السعود جلد ۳، صفحہ ۳۲۹)

ترجمہ: "اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ (سجدہ) زمین پر پیشانی رکھنے کے بجائے ذرا ٹیڑھا ہونا تھا مگر 'خر' کا لفظ اس بات کا انکار کرتا ہے"۔

وقیل ما کان ذٰلک الا ایماء بالراس وقیل کان کالرکوع البالغ دون وضع الجبهة علی الارض ....وانت تعلم ان اللفظ ظاهر فی السقوط (روح المعانی جلد ۱۲ صفحہ ۵۸)

ترجمہ: "اور کہا گیا ہے کہ یہ (سجدہ) سر سے اشارہ کرنے کے علاوہ کچھ نہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ زمین پر پیشانی رکھنے کے بجائے رکوع میں زیادہ جھکنے کی طرح کا معاملہ تھا ---- اور تم جانتے ہو کہ آیت کے الفاظ گرنے کے

واضح رہے کہ خر کا مطلب مطلق گرنا نہیں ہے جیسا کہ ان مفسرین نے لکھا ہے بلکہ نیچے جھکنا یا آنا ہے جیسا قرآن سورہ ص میں ہے

وخر راکعاً وأناب

داود رکوع میں جھکا اور توبہ کی

رکوع میں کوئی زمین پر گرتا نہیں ہے - سورہ یوسف میں ہے کہ

اس کے لئے زمین کی طرف جھک گئے وَخَرّوا لَهُ سُجّدًا ۖ

یہاں سجدا کو اس کے اصل مطلب پر لیا گیا ہے جو زمین کی طرف جھکنا ہے نہ کہ نماز والا اصطلاحی سجدہ

سورہ حج ۳۱ میں ہے

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْـرُ اَوْ تَهْوِىْ بِهِ الرِّيْحُ فِىْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ

اور جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہے تو گویا وہ آسمان سے نیچے آئے تو اسے پرندے اچک لیتے ہیں یا اسے ہوا اڑا کر کسی دور جگہ پھینک دیتی ہے۔

جو آسمان سے نیچے آیا ابھی زمین تک بھی نہیں پہنچا کہ پرندے اس کو اچک لیتے ہیں

راقم کہتا ہے ان لوگوں نے اپنے ذہن میں تصور قائم کر لیا ہے کہ شریعت میں ہر سجدہ کرتے وقت قبلہ رخ ہونا ضروری ہے اور سات اعضا پر سجدہ کرنا ہی سجدہ ہے ورنہ نہیں ہے جبکہ یہ صرف فرض نماز کا حکم ہے - نماز خوف میں جیسا کہ احادیث دی ہیں نماز جیسے سجدے نہیں ہیں – رات کے نوافل سفر میں سواری پر ہی ادا کیے جاتے تھے - ان میں نہ قبلہ کی سمت کو بر قرار رکھا جاتا تھا نہ سات اعضا پر سجدے سواری پر ممکن ہیں – بلکہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ جاتے تھے تو یقینا وہ سواری پر قبلہ کی مخالف سمت میں ہوتے تھے اور دوران نوافل سواری پر ہی سجدہ کرتے تھے جس میں صرف سر کو جھکا دینا ہی کافی ہے – یہاں رکوع ذرا سے جھکنا ہو گا اور سجدہ اس میں تھوڑا اور زائد ہو گا

اسلام میں فرض نماز قبلہ رخ ہو کر پڑھنے کا حکم ہے اور ان کو سواری سے اتر کر پڑھا جائے گا اور سات اعضا پر ہی سجدہ کرنا ہو گا ورنہ نماز نہ ہو گی لیکن رات کے نوافل کو سواری پر ہی پڑھا گیا ہے اور دوران سفر قبلہ رخ نہیں کیا جاتا تھا – صحیح بخاری میں ہے

باب : سواری پر نفلی نماز (جیسے تہجد وغیرہ) ادا کرنا، چاہیے سواری کا منہ کسی بھی سمت ہو۔

جا بر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نفل نماز سوار ہو نے کی حالت میں ہی پڑھ لیتے تھے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ کی بجائے کسی اور سمت جاتے ہوتے۔

باب : نفل نماز کا گدھے پر سواری کی حالت میں پڑھنا

انسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے گدھے پر سوار ہو کر نماز پڑھی اور ان کا منہ قبلہ کے بائیں طرف تھا (جب وہ نماز پڑھ چکے) تو پوچھا گیا کہ آپ نے خلاف قبلہ نماز پڑھی ہے ؟ انہوں نے جواب دیا کہ اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایساکرتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں (کبھی) ایسا نہ کرتا۔

سنن دارقطنی کتاب الصلاۃباب الاجتهاد فی القبلة وجوازالتحری فی ذلک،ارواءالغلیل فی تخریج احادیث منارالسبیل للالبانی حدیث ۲۹۱ ہے

ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ساتھ تھے۔ آسمان پر (گہرے) بادل چھا گئے تو قبلے کے بارے میں ہمارا اختلاف ہو گیا ۔ہم نے درست سمت معلوم کرنے کی کوشش کی پھر(ہر ایک نے اپنے اجتہاد کے مطابق) الگ الگ سمت میں نماز پڑھ کر نشان لگا دیا تا کہ صبح معلوم ہو جائے کہ(اس نے) نماز قبلہ رخ پڑھی ہے یا نہیں۔ صبح ہوئی تو

معلوم ہوا کہ ہم نے قبلے کی سمت نماز ادا نہیں کی تھی۔ یہ واقعہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تو انہوں نے ہمیں نماز لوٹانے کا حکم نہیں دیا اور فرمایا

قد أجزأت صلاتكم

تمہاری نماز ہو گئی

قرآن میں ١٤ مقامات پر آیات پر سجدہ کرنا ہوتا ہے - ان سجدوں میں نہ تو وضو کرنا ضروری ہے، نہ قبلہ رخ ہونا ضروری ہے، نہ سات اعضا پر ان کو کرنا ضروری ہے- صحیح بخاری میں ہے

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: «كَانَ النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَيْنَا السّورَةَ، فِيهَا السّجْدَةُ فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ، حَتَّى مَا يَجِدُ أَحَدُنَا مَوْضِعَ جَبْهَتِهِ»

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: نبی ﷺ آیت سجدہ پڑھتے تھے اور ہم آپ کے پاس ہوتے تھے، پس آپ سجدہ فرماتے اور ہم بھی آپ کے ساتھ سجدہ کرتے، جس کی وجہ سے خوب بھیڑ ہو جاتی، حتی کہ ہم میں سے بعض کو سجدہ کرنے کے لیے پیشانی رکھنے کے لیے بھی جگہ نہیں ملتی۔

(رواہ البخاری (1075) ومسلم

دوسرے مقام پر اسی حدیث میں ہے کہ ازدحام کی وجہ سے

حَتَّى مَا يَجِدُ أَحَدُنَا مَكَانًا لِمَوْضِعِ جَبْهَتِهِ

حتی کہ ہم کوئی جگہ نہ پاتے جہاں پیشانی لگا سکیں

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قول ہے

إذا اشتد الزحام فليسجد أحدكم على ظهر أخيه (البيهقي بإسناد صحيح)

جب ہجوم ہو تو اپنے بھائی کی پیٹھ پر ہی سجدہ کر لو

معلوم ہوا کہ اصحاب رسول کے نزدیک بغیر پیشانی زمین پر لگائے بھی سجدہ ہو جاتا تھا - صحیح بخاری میں امام بخاری نے ذکر کیا ہے کہ سجدہ تلاوت میں ابن عمر وضو بھی نہیں کرتے تھے

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا «يَسْجُدُ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ»

فقہ احناف کی کتب میں لکھا ہے کہ اگر امام نے نماز میں آیت سجدہ تلاوت کی اور رکوع کیا اور اس رکوع میں ہی سجدہ تلاوت کی نیت بھی کر لی تو اس کا رکوع اور سجدہ تلاوت دونوں ہو گئے

وتوٴدی برکوع صلاة إذا کان الرکوع علی الفور من قراء ة أیة أو أیتین، وکذا الثلاث علی الظاہر کما فی البحر إن نواہ أی کون الرکوع لسجود التلاوة علی الراجح۔ (درمختار زکریا ۵۸۷/۲-۵۸۶)

الغرض معلوم ہو گیا کہ سجدہ کی سب سے اعلی ہیت وہ ہے جس میں سات اعضا زمین پر ہوں اور یہ فرض نماز میں کرنا لازمی ہے - لیکن فرض نماز کے علاوہ سجدہ سات اعضا سے مشروط نہیں ہے بلکہ سر کو جھکا دینا بھی سجدہ ہے – جن لوگوں نے نہ نماز خوف پڑھی ہو نہ کسی جانور پر سواری کر کے نوافل پڑھے ہوں ان کا شریعت میں سجدے کو صرف سات اعضا پر قرار دینا جھل صریح ہے - آدمی کے علم کی بات یہ بھی ہے کہ اس کو خود اپنے لاعلم ہونے کا معلوم ہونا چاہیے-

معاذ رضی اللہ عنہ کا ایک سجدہ

ایک حدیث بیان کی جاتی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے "اگر" کے انداز میں ایک ایسے عمل کا حکم کا ذکر کیا جو ممنوع رہا ہے

ابن ابی اوفی کی حدیث

سنن أبن ماجة ۱۸۵۳ میں حدیث ہے

حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ الْقَاسِمِ الشَّيْبَانِيِّ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ مُعَاذٌ مِنْ الشَّامِ سَجَدَ لِلنَّبِيِّ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -. فقَالَ: "مَا هَذَا يَا مُعَاذُ؟ " قَالَ: أَتَيْتُ الشَّامَ فَوَافَقْتُهُمْ يَسْجُدُونَ لِأَسَاقِفَتِهِمْ وَبَطَارِقَتِهِمْ، فَوَدِدْتُ فِي نَفْسِي أَنْ نَفْعَلَ ذَلِكَ بِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: "فَلَا تَفْعَلُوا، فَإِنِّي لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِغَيْرِ اللَّهِ، لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَا تُؤَدِّي الْمَرْأَةُ حَقَّ رَبِّهَا حَتَّى تُؤَدِّيَ حَقَّ زَوْجِهَا، وَلَوْ سَأَلَهَا نَفْسَهَا، وَهِيَ عَلَى قَتَبٍ، لَمْ تَمْنَعْهُ

ابن ابی اوفی نے بیان کیا کہ معاذ شام سے آئے اور رسول اللہ کے پاس مسجد پہنچے ان کو سجدہ کیا – آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کیا کیا معاذ ؟ معاذ بن جبل نے کہا میں شام گیا تو دیکھا کہ وہ لوگ اپنے پادریوں اور سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں، تو میری دلی تمنا ہوئی کہ ہم بھی آپ کے ساتھ ایسا ہی کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، ایسا نہ کرنا، اگر میں کسی کو سجدہ کا حکم کرتا تو بیوی کو کہتا شوہر کو کرے –

یہ روایت مسند احمد 19403 میں بھی ہے

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنِ الْقَاسِمِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ: قَدِمَ مُعَاذٌ الْيَمَنَ، أَوْ قَالَ: الشَّامَ، فَرَأَى النَّصَارَى تَسْجُدُ لِبَطَارِقَتِهَا وَأَسَاقِفَتِهَا، فَرَوَّى فِي نَفْسِهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَقُّ أَنْ يُعَظَّمَ، فَلَمَّا قَدِمَ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، رَأَيْتُ النَّصَارَى تَسْجُدُ لِبَطَارِقَتِهَا وَأَسَاقِفَتِهَا، فَرَوَّأْتُ فِي نَفْسِي أَنَّكَ أَحَقُّ أَنْ تُعَظَّمَ، فَقَالَ: " لَوْ كُنْتُ آمِرُ أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ، لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا،

ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب معاذ رضی اللہ عنہ یمن پہنچے تو وہاں کے عیسائیوں کو دیکھا کہ وہ اپنے پادریوں اور مذہبی رہنماؤں کوسجدہ کرتے ہیں ان کے دل میں خیال آیا کہ نبی تو ان سے بھی زیادہ تعظیم کے مستحق ہیں لہذا یمن سے واپس آکر انھوں نے عرض کیا یا رسول

اللہ میں نے عیسائیوں کو اپنے پادریوں اور مذہبی رہنماؤں کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہوئے دیکھاہے میرے دل میں خیال آتا ہے کہ ان سے زیادہ تعظیم کے مستحق تو آپ ہیں - نبی کریم نے فرمایا اگر میں کسی کو کسی کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہرکوسجدہ کرے –

محدث ابن ابی حاتم نے اس سند پر باپ سے کلام کیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ حدیث مضطرب ہے اور راوی القاسم بن عوف الشيبانى البکری الکوفی مضطربُ الْحَدِيثِ ہے –

کتاب العلل میں ابن ابی حاتم لکھتے ہیں

وسألتُ أَبِي عَنْ حديث رَوَاهُ أيُّوب ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَوْف، عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفى: أنَّ مُعاذً قَدمَ على النبيِّ (ص) ، فسَجد له، فنهاه النبيُّ (ص) وَقَالَ: لَوْ كُنْتُ آمِرًا أحدًا يَسْجُدُ لأ حَدٍ؛ لأَمَرْتُ المَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا ... ، الحديثَ؟

فقال أبي: يُخالَفُ أيُّوبُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ؛ فَقَالَ هشامٌ

الدَّسْتوائِي إِسْنَادًا سِوَى [ذَا].

وَرَوَاهُ النَّهَّاس بنُ قَهْم ، عَنِ [الْقَاسِمِ] بإسنادٍ آخرَ، والدَّسْتوائِي حافظٌ مُتْقِنٌ، وَالْقَاسِمُ بْنُ عَوْف مضطربُ الْحَدِيثِ، وأخافُ أنْ يكونَ الاضطرابُ مِنَ الْقَاسِمِ.

اس روایت پر ابی حاتم نے کہا کہ قاسم بن عون کی سند میں اضطراب ہے

شام دور نبوی میں فتح نہ ہوا تھا اور معاذ رضی اللہ عنہ کو بھی یمن بھیجا گیا تھا - لہذا اس روایت کے متن میں اضطراب ہے کبھی راوی شام کہتا ہے کبھی یمن کہتا ہے۔

معاذ رضی اللہ عنہ کی روایت

یہ روایت أبو ظَبيان کی سند سے بھی ہے لیکن ابو ظَبیان نے معاذ سے نہیں سنا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت

الترمذي (1159) ، وابن حبان (4162) میں اس کی ایک اور سند بھی ہے

حدثنا محمود بن غيلان حدثنا النضر بن شميل أخبرنا محمد بن عمرو عن أبي سلمة عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لو كنت آمرا أحدا أن يسجد لأحد لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها

اس سند کو البانی نے حسن قرار دیا ہے یعنی یہ ضعیف ہے صرف تعدد طرق کی بنا پر حسن ہوئی یہاں سند میں محمد بن عمرو بن علقمة بن وقاص الليثي ہے جس کو امام الجوزجاني نے ليس بقوي قرار دیا ہے- الخليلي کہتے ہیں يكتب حديثه ولا يحتج به اس کی حدیث لکھو لیکن دلیل مت لینا اور أبو أحمد الحاكم کہتے ہیں ليس بالحافظ عندهم محدثین کے نزدیک مضبوط نہیں

کتاب ذخيرة الحفاظ میں ابن القيسراني کہتے ہیں اس کی ابوہریرہ والی سند بھی سُلَيْمَان بن دَاوُد اليمامي کی وجہ سے ضعیف ہے

رَوَاهُ سُلَيْمَان بن دَاوُد اليمامي: عَن يحيى بن أبي كثير، عَن أبي سَلمَة، عَن أبي هُرَيْرَة. وَسليمَان هَذَا لَيْسَ بِشَيْء فِي الحَدِيث.

رَوَاهُ نعيم بن حَمَّاد: عَن رشدين بن سعد، عَن عقيل، عَن ابْن شهَاب، أَبِيه، عَن أبي هُرَيْرَة. وَهَذَا بِهَذَا الْإِسْنَاد عَن رشدين لم يروه عَنهُ غير نعيم. قَالَ الْمُؤلف: وَلَا نعلم لِابْنِ شهَاب عَن أَبِيه. رَوَاهُ عَنهُ أحد

اس کی دوسری سند میں مجہول ہے

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی روایت

اس کی ایک اور سند ہے لیکن اس میں بھی ضعیف راوی ہے

رَوَاهُ صَدَقَة بن عبد الله السمين: عَن سعيد بن أبي عرُوبَة، عَن قَتَادَة، عَن الْقَاسِم الشَّيْبَانِيّ، عَن زيد بن أَرقم. وَصدقَة ضَعِيف.

قیس بن سعد کی حدیث

سنن ابو داود ٢١٤٠ میں ہے

حدَّثنا عمرو بنُ عون، أخبرنا اسحاق بنُ يوسفَ، عن شريكٍ، عن حُصينٍ، عن الشعبيِّ عن قيسِ بنِ سعد، قال: أتيتُ الحِيرةَ فرأيتُهم يسجدون لمرْزُبانٍ لهم، فقلتُ: رسولُ الله أحقُّ أن يُسجدَ له، قال: فأتيتُ النبي - صلَّى الله عليه وسلم - فقلت: إني أتيتُ الحِيرَةَ فرأيتُهم يَسجُدُونَ لمرزبانٍ لَهُمْ، فأنت يا رسولَ الله أحقُّ أن نسجُدَ

لك، قال: "أرأيتَ لو مررتَ بقبري أكنتَ تَسجُدُ له؟ " قال: قلت: لا، قال: "فلا تَفْعَلُوا، لو كنتُ آمراً أحداً أن يَسجُدَ لأحدٍ لأمرتُ النِّساءَ أن يسجُدْنَ لأزواجِهِنَّ، لِمَا جَعَلَ الله لهم عليهِنَّ من الحق

قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حیرہ آیا، تو دیکھا کہ لوگ اپنے سردار کو سجدہ کر رہے ہیں تو میں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے زیادہ حقدار ہیں کہ انہیں سجدہ کیا جائے، میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ سے کہا کہ میں حیرہ شہر آیا تو میں نے وہاں لوگوں کو اپنے سردار کے لیے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا تو اللہ کے رسول! آپ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ ہم آپ کو سجدہ کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بتاؤ کیا اگر تم میری قبر کے پاس سے گزرو گے، تو اسے بھی سجدہ کرو گے؟" وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم ایسا نہ کرنا، اگر میں کسی کو کسی کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں اس وجہ سے کہ شوہروں کا حق اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے"۔

اس میں حصين بن عبد الرحمن السلمي ہے جو نسائی کے بقول تغیر کا شکار ہوئے اور شريك بن عبد الله النخعي ہے - شریک خود مختلط تھا

بہر حال یہ سند شکوک سے خالی نہیں

انس بن مالک کی روایت

مسند احمد 12614 میں ہے:

حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ، حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ خَلِيفَةَ، عَنْ حَفْصٍ، عَنْ عَمِّهِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ أَهْلُ بَيْتٍ مِنَ الْأَنْصَارِ .... فَقَالَ: «لَا يَصْلُحُ لِبَشَرٍ أَنْ يَسْجُدَ لِبَشَرٍ، وَلَوْ صَلَحَ لِبَشَرٍ أَنْ يَسْجُدَ لِبَشَرٍ، لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا، مِنْ عِظَمِ حَقِّهِ عَلَيْهَا، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ كَانَ مِنْ قَدَمِهِ إِلَى مَفْرِقِ رَأْسِهِ قُرْحَةٌ تَنْبَجِسُ بِالْقَيْحِ وَالصَّدِيدِ، ثُمَّ اسْتَقْبَلَتْهُ تَلْحَسُهُ مَا أَدَّتْ حَقَّهُ»

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لا يصلح لبشر أن يسجد لبشر، ولو صلح أن يسجد بشر لبشر لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها من عظم حقه عليها، والذي نفسي بيده لو أن من قدمه إلى مفرق رأسه قرحة تنبجس بالقيح والصديد ثم أقبلت تلحسه ما أدت حقه))

- یعنی کسی بشر کے لیے جائز نہیں کہ کسی دوسرے بشر کو سجدہ کرے، اگر ایسا کرنا درست ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں

میری جان ہے اگر آدمی کے قدم سے لے کر سر کی چوٹی تک سب پیپ سے بھرا ہوا اور عورت اس سب کو اپنے منہ سے چوس لے تب بھی مرد کا حق نہیں ادا کر سکتی

مسند أحمد:12614 صحيح ابن حبان(4164) سنن دارقطنی(3571) وغيرها من [الكتب]

اس کی اسناد میں

– خَلَفُ بْنُ خَلِيفَةَ ہے اور خلف مظبوط راوی نہیں ہے

امام احمد نے اس کو اختلاط کے عالم میں دیکھا – وہ کہتے ہیں

•فَسُئِلَ عَنْ حَدِيْثٍ، فَلَمْ أَفْهَمْ كَلاَمَهُ

میں نے اس سے حدیث پوچھی لیکن اس کا کلام سمجھ نہ سکا

قال ابن عيينة: يكذب

ابن عيينة کہتے تھے جھوٹ بولتا ہے۔

سنن اربع والوں اور مسلم نے روایت لی ہے۔

امام مسلم نے تین روایت لکھی ہیں جن میں خلف نے حفص سے کچھ روایت نہیں کیا۔

بعض محدثین نے روایت میں حفص کو حفص بن عبيد الله ابْن أخي أنس بولا ہے لیکن امام احمد کے مطابق اس کی سند میں حفص سے سوائے خلف کے کوئی راویات نہیں لیتا

كتاب سؤالات أبي داود للإمام أحمد بن حنبل في جرح الرواة وتعديلهم کے مطابق

سَمِعت أَحْمد يَقُول حَفْص بن عبيد الله الَّذِي روى عَنهُ ابْن إِسْحَاق وَيحيى بن أبي كثير لَيْسَ هُوَ الَّذِي يحدث عَنهُ خلف بن خَلِيفَة الَّذِي يحدث عَنهُ خلف مَا أعلم أحدا حدث عَنهُ غَيره

لہذا یہ خفص مجھول ہو گیا کیونکہ اس کا صرف خلف کو پتا ہے کسی اور کو نہیں

دارقطنی کے بقول حفص بن عمر بن عبد الله بن أبي طلحة ہے لیکن اس روایت کو علل میں معاذ بن جبل کی سند سے رد کرتے ہیں

اِبِی سَعِیدِ الخُدرِیؓ کی روایت

سنن دارقطنی سنن الكبرى البيهقی سنن الكبرى نسائی مصنف ابن أبي شيبة مسند البزار میں یہ ایک اور سند سے بھی ہے:

نا الْحُسَيْنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ , وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ الْعَبَّاسِ الْوَرَّاقُ , قَالَا: نا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ زَنْجُويْهِ , نا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ , نا رَبِيعَةُ بْنُ عُثْمَانَ , عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ , عَنْ نَهَارٍ الْعَبْدِيِّ , عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ , أَنَّ رَجُلًا جَاءَ بِابْنَتِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , فَقَالَ: هَذِهِ ابْنَتِي أَبَتْ أَنْ تَزَوَّجَ , فَقَالَ: «أَطِيعِي أَبَاكِ أَتَدْرِينَ مَا حَقُّ الزَّوْجِ عَلَى الزَّوْجَةِ؟ , لَوْ كَانَ بِأَنْفِهِ قُرْحَةٌ تَسِيلُ قَيْحًا وَصَدِيدًا لَحَسَتْهُ مَا أَدَّتْ حَقَّهُ» , فَقَالَتْ: وَالَّذِي بَعَثَكَ لَا نَكَحْتُ , فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تُنْكِحُوهُنَّ إِلَّا بِإِذْنِهِنَّ»۔

اس کی سند میں نَهار بْن عَبد اللهِ، العَبديّ جن کو ابن خراش نے صدوق کہا ہے۔

اس کی سند میں ربیعة بن عثمان بھی ہے اور مستدرک حاکم میں اسی سند سے ہے جس پر الذھبی لکھتے ہیں

بل منكر قال أبو حاتم ربيعة منكر الحديث

یہ منکر ہے ابو حاتم نے ربیعة بن عثمان کو منکر الحدیث کہا أبو زرعة: ليس بذاك القوى

ابن معین نے کہا کوئی برائی نہیں

الغرض روایت ضعیف ہے اور اس کی ایک سند کا راوی مجھول ہے اور باقی سندوں میں مختلف فیہ راوی ہے

قارئین آپ نے دیکھا کوئی اس واقعہ کو حیرہ عراق کا قرار دیتا ہے کوئی شام کا کوئی یمن کا جبکہ دور نبوی میں نہ شام فتح ہوا نہ عراق – رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ قرآن معاذ بن جبل سے سیکھو۔

حدثنا سليمان بن حرب، حدثنا شعبة، عن عمرو بن مرة، عن إبراهيم، عن مسروق، قال: ذكر عبد الله عند عبد الله بن عمرو، فقال: ذاك رجل لا ازال احبه بعد ما سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم، يقول: “استقرئوا القرآن من اربعة من عبد الله بن مسعود فبدا به وسالم مولى ابي حذيفة، وابي بن كعب، ومعاذ بن جبل”، قال: لا ادري بدا بابي او بمعاذ بن جبل.

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے، ان سے ابراہیم نے اور ان سے مسروق نے کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے یہاں عبداللہ بن مسعود کا ذکر ہوا تو انہوں نے کہا میں ان سے ہمیشہ محبت رکھوں گا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ چار اشخاص سے قرآن سیکھو۔ عبداللہ بن مسعود، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی کی اور ابوحذیفہ کے مولی سالم، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل سے، انہوں نے بیان کیا کہ مجھے پوری طرح یاد نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ابی بن کعب کا ذکر کیا یا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا۔

کیا معاذ بن جبل اہل کتاب کی دیکھا دیکھی ایسا کوئی کام کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں - یقینا یہ ان پر تہمت ہے۔ روایت میں بیان ہوا ہے کہ نصرانی سردار کو لوگ سجدے کرتے تھے - یہ تعظیم میں غلو کا درجہ ہے - دوسری طرف صحیح بخاري میں روایت میں عمرو رضي اللہ عنہ نے حالت شرک میں مکہ والوں کو بتایا

، فَرَجَعَ عُرْوَةُ إِلَى أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: أَيْ قَوْمِ، وَاللَّهِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى الْمُلُوكِ وَوَفَدْتُ عَلَى قَيْصَرَ، وَكِسْرَى، وَالنَّجَاشِيِّ، وَاللَّهِ إِنْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهُ أَصْحَابُهُ مَا يُعَظِّمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدًا

عروہ جب اپنے ساتھیوں سے جا کر ملے تو ان سے کہا اے لوگو! قسم اللہ کي میں بادشاہوں کے دربار میں بھي وفد لے کر گیا ہوں ' قیصر و کسري اور نجاشي سب کے دربار میں لیکن اللہ کي قسم میں نے کبھي نہیں دیکھا کہ کسي بادشاہ کے ساتھي اس کي اس درجہ تعظیم کرتے ہوں جتني محمد صلي اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آپ صلي اللہ علیہ وسلم کي تعظیم کرتے ہیں

اگر نصاری اپنے حاکموں کو سجدہ کرتے ہوتے تو یقینا وہ اصحاب رسول سے بڑھ کر اپنے سردار کی تعظیم کرتے تھے - لیکن عروہ کہتے ہیں کہ نبی کی عزت ان کے اصحاب اس سے بھی بڑھ کر کرتے تھے جتنی قیصر و کسري اور نجاشي کے دربار میں نصرانی حاکموں کی ہوتی تھی - معلوم ہوا کہ نصاری اپنے حاکموں کو سجدہ نہیں کرتے تھے

خاتمہ

سجدہ تعظیمی کی دین میں کوئی گنجائش نہیں ہے – اس پر ممانعت عام ہے اس کو خصوص قرآن سے ختم نہیں کیا جا سکتا- قرآن میں موجود ہے کہ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا – یہ اللہ کا خاص حکم تھا اور اللہ کے حکم پر عمل کرنا عبادت ہے - اس سجدے کا ہم انکار نہیں کریں گے نہ آدم کو قبلہ قرار دیں گے کیونکہ یہ قرآن میں نہیں آیا-

سورہ یوسف میں سجدہ کا ذکر یوسف علیہ السلام کے لئے آیا ہے - راقم کے نزدیک آیت ۱۰۰ میں سجدہ کا لفظ اپنے لغوی معنوں میں ہے اور نماز جیسا اصطلاحی سجدہ مراد نہیں ہے – یہ سجدہ تعظیمی نہ تھا جو اس دور کی شریعت میں بھی ممنوع تھا - اگر اس زمانے کی شریعت میں اس سجدہ کی اجازت ہوتی تو پھر یہ کوئی عجیب بات نہ ہوتی نہ اس خواب کو خفیہ رکھنے کی ضرورت ہوتی- شریعت میں سات اعضا پر سجدہ کرنا صرف فرض نماز میں لازم ہے لیکن جب حالت جنگ ہو یا سفر میں سواری پر ہوں یا آیات سجدہ ہوں تو ان میں سات اعضا پر سجدہ کی شرط نہیں ہے - اس سے معلوم ہوا کہ سورہ یوسف آیت ۱۰۰ میں جس عمل کو سجدہ کہا گیا ہے وہ اصطلاحی سجدہ ضروری نہیں ہے - اس لفظ سجدے کی تشریح کئی طرح کر سکتے ہیں

اول : یوسف کو سجدہ ان کے بھائیوں کا عجز اور شکست خوردگی کا اظہار تھا اب تک جس یوسف کو نیچا دکھانے کے لئے وہ تگ ودوہ کر رہے تھے وہ اب ان سے بلند تر تھا کیونکہ اللہ یوسف کی مدد کر رہا تھا اور بالاخر یوسف کے بھائیوں کو ایک نفسیاتی دھچکہ لگا اور وہ سب بے اختیار معافی مانگنے گر پڑے –

دوم : ممکن ہے کہ یہ انحناء Kneel کرنا تھا - عربی نحوی اخفش کے مطابق یہ سجدہ محض یوسف کے سامنے جھگ کر گزرنا تھا –

صحیح بخاری میں ہے کہ ایک موقعہ پر اصحاب رسول کے سوالات پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم غضب ناک ہوئے اور منبر پر آ گئے اور کہتے جاتے سَلُونِي مجھ سے سوال کرو ، مجھ سے سوال کرو– اس وقت سب پر ہیبت طاری ہوئی اور

فَبَرَكَ عُمَرُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَقَالَ: رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا، فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ ذَلِكَ عُمَرُ

عمر نے گھٹنوں پر کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا : ہم اللہ کے رب ہونے پر ، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد کے نبی ہونے پر راضی ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت منبر پر تھے اور عمر ان کے سامنے گھٹنوں پر تھے- یہ عمل انحناء Kneel کرنے سے بھی زائد ہے کیونکہ اس میں دونوں گھٹنے زمین پر ہیں – یہ عمل صرف ایک بار ہوا اور یہ اصحاب رسول کی عادت میں نہیں تھا – اس سے ہم کو معلوم ہوا کہ   انحناء کرنا یا گھٹنوں پر کسی کے سامنے کھڑا ہونا معلوم ہوا ممنوع عمل نہیں ہے   البتہ تقبیل رجل یا پیر چومنا جائز نہیں ہے -

اللهم أهدنا فيمن هديت